صوفیہ اور سالکین کے لیے رہنما ناصحانہ اصول پر مشتمل امام سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کی کتاب النظام الخاص لاہل الاختصاص کا سلیس اردو ترجمہ بنام

# نصائح رفاعیہ

حسب فرمائش

حضرت مولانا سید حسام الدین رفاعی مدظلہ العالی

خانقاہ رفاعیہ بڑودہ گجرات


ترجمہ ترتیب وتخریج

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی

جامعۃ المدینہ فیضان رضا، بریلی شریف



ناشر

فخر ملت فاونڈیشن، نیپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صوفیہ اور سالکین کے لیے راہنما ناصحانہ اصول پر مشتمل
امام سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "النظام الخاص لأهل الاختصاص" کا سلیس اردو ترجمہ
بنام

# نصائح رفاعیہ

تصنیف

کبیر الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ

حضرت مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

---(ناشر)---

فخر ملت فاؤنڈیشن، نیپال

# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں


❁...... نام کتاب -- : النظام الخاص لأهل الاختصاص

❁...... اردو نام --- :نصائح رفاعیہ

❁...... مصنف --- : کبیر الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۱۲-۵۷۸ھ)

❁...... مترجم ---- :مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

❁...... تصحیح و نظر ثانی : حضرت مولانا کمال احمد علیمی صاحب قبلہ، دار العلوم علیمیہ

❁...... پروف ریڈنگ: مولانا محمد اظہار النبی حسینی مصباحی، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

❁...... کمپوزنگ -- :مولانا امن رضوی

❁...... حسبِ فرمائش : مولانا سید حسام الدین رفاعی، بڑودہ، گجرات

❁...... اشاعت اول : ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء بموقع آل نیپال تاجدارِ مدینہ کانفرنس

❁......ناشر ----- : فخر ملت فاؤنڈیشن، نیپال

❁......صفحات --- : ۹۶ ---- ❁......ہدیہ

........................ ❁ ملنے کے پتے ❁ ........................

☆...... خانقاہ اسماعیلیہ، کھردہ، کولکاتا +919433023640

☆......دار العلوم قادریہ، مہوتری، نیپال +9779816876803

☆......جامعہ حنفیہ برکاتیہ، جنک پور دھام، نیپال +9779807666741

# فہرست مضامین

نمبر شمار---------- عنوانات ----------------------------- صفحہ

# انتساب

**امام اعظم ابو حنیفہ**، **امام شافعی**، **امام مالک**، **امام احمد بن حنبل** رضی اللہ تعالیٰ عنہم

غوث اعظم سیدنا شیخ **محی الدین عبد القادر** جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولانا **سید فخر الدین غلام حسین عرف امیر میاں** رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زبدۃ العارفین حضرت خواجہ **سید امیر ابو العلا** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم شبیہ غوث اعظم **سید علی حسین اشرفی** جیلانی کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اعلیٰ حضرت امام **احمد رضا خان** قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محدث اعظم **سید محمد اشرفی** جیلانی کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرکار کلاں **سید مختار اشرف** اشرفی جیلانی کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلالۃ العلم ابو الفیض **حضور حافظ ملت** علامہ **شاہ عبد العزیز** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

# تهدیه

صاحب کتاب

سلطان الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور مرشدانِ اجازت

مفسر قرآن پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مولانا سید شاہ ظہور الحسین سادات پوری مدظلہ العالی

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی

حکیم ملت پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل حسینی (چترویدی) مدظلہ العالی

# دعائیہ کلمات

حکیم ملت

حضرت مولانا **محمد اسماعیل حسینی (چترویدی)** مدظلہ العالی

خانقاہ اسماعیلیہ، کھردہ، کولکاتا

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید العارفین تاج المتقین، غوث اکبر، تاج الشیوخ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں، کیا ہیں، آپ کا رتبہ کیا ہے، آپ کی عظمت کیا ہے، آپ کی رفعت کیا ہے، آپ کی شان کیا ہے؟ کسی بھی اہل علم پر ان سوالات کے جوابات پوشیدہ نہیں۔ کیوں کہ آپ کی شان وعظمت کی بلندی، آپ کی رفعت و سربلندی کی تابندگی اور شرف و بزرگی کی تابناکی کا عالم یہ ہے کہ پیرِ پیراں میرِ میراں غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے سردارِ اولیاے کرام کی زبان مبارک بھی آپ کی مدح میں رطب اللسان ہے۔

مجھے میرے نورِ نظر لختِ جگر مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابو العلائی ناظم جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف نے اطلاع دی کہ حضور سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصوف وطریقت کی ایک اہم کتاب "النظام الخاص لاہل الاختصاص" کے ترجمہ کی تکمیل کرلی ہے۔ ترجمہ نگاری کی وادی میں سیر کرنا ایک مشکل امر ہے جس سے اس خاردار وادی میں قدم رکھنے والے خوب واقف ہیں؛ اس لیے اطلاع کو سنتے ہی دل خوشی سے جھوم گیا اور بارگاہِ خداوندی میں دل سے دعا نکلی کہ اے سارے جہان کے پالنے والے سارے جہان پر

کی برکت سے میرے ولدِ عزیز و سعید کی اس کوشش و کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے سرفراز فرما اور اس فقیر زادے کو اپنے دین متین کی حقیقی خدمت اور محبت رسول ﷺ و آلِ رسول کی سرشاری کی دولت نصیب فرما اور جس وقت نبی کریم ﷺ کے سوا نہ کسی کی شفاعت اور نہ کسی کا دَر کام آئے اس وقت اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت سے شاد کام فرما۔ ساتھ ہی اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طرح سے حصہ لینے والے ہر ہر فرد کے حق میں بھی ان دعاوں کو قبول فرما۔ آمین بحرمۃ جدالحسن والحسین و سید الکونین والثقلین۔

فقیر قادری چشتی ابوالعلائی

**محمد اسمٰعیل حسینی (چترویدی)**

سابق خطیب و امام کھردہ بڑی مسجد، کولکاتا ۱۱۷

خانقاہ اسماعیلیہ، کھردہ، کولکاتا

بروز جمعرات ۵/ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱/ اپریل ۲۰۱۹ء

# دعائیہ کلمات

از

**حضرت مولانا سید حسام الدین رفاعی** مدظلہ العالی

خانقاہ رفاعیہ، بڑودہ، گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر نظر کتاب "النظام الخاص لاہل الاختصاص" جو میرے جد امجد مورث اعلی بانی سلسلہ رفاعیہ سلطان الاولیا والعارفین من الیوم الی یوم الدین حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ہے۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے اس سے قبل دو ترجمہ ہوئے ایک تھانوی کے معتمد مولوی ظفر عثمانی نے اور دوسرا سید مصطفی رفاعی ندوی نے کیا۔ مولوی ظفر عثمانی اس کی اہمیت و افادیت کے بارے میں رقم طراز ہیں:

(الف) یہ رسالہ حضرت سیدنا الشیخ احمد کبیر رفاعی قدس اللہ سرہ نے اپنے خاص لوگوں کے لیے بطور دستور العمل کے تصنیف فرمایا ہے اسی سے اس کی اہمیت و رفعتِ شان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔

(ب) اس رسالہ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ وعظ و املا کے طریقہ پر نہیں لکھا گیا بلکہ تصنیف کے طور سے تصنیف فرمایا گیا ہے۔ (مرام الخواص، ص:٦-٧)

لیکن یہ ترجمہ اب تک غیروں ہی کے قلم سے معرض وجود میں آیا تھا جس میں انہوں نے اپنے عقائد و نظریات کا بھی شمول کیا۔ اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے "نصائح

العلائی ناظم جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف دام ظلہ العالی نے کیا جو نوجوان علما میں قرطاس وقلم سے دلچسپی رکھنے والے ایک متحرک وفعال عالم دین ہیں۔

اور امام کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کے علم وعمل کا حال یہ تھا کہ صاحبِ ''وظائف احمدیہ'' نے فرمایا ہے کہ خاص اہل اللہ میں سے بعض بزرگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرمارہے تھے کہ سید احمد کبیر رفاعی اپنے مریدین کی تربیت قول سے زیادہ اپنے عمل سے کرتے ہیں۔

درحقیقت سید احمد کبیر رفاعی کے اخلاق حمیدہ حضور رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق تھے، اور آپ نے عاجزی وانکساری کو اہل اللہ کے لیے قربتِ الٰہی کا بہترین ومختصر ترین راستہ قرار دیا ہے۔ اور ہمارے جد امجد سید احمد کبیر رفاعی فنا فی اللہ کی زندگی اور حیات جاویدہ کا گوشہ گوشہ تعمیری، اصلاحی اور حکمت کا پہلو لیے ہوئے ہیں، بلاشبہ آپ سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت کے معمار اور ملت کے مرشد اور قوم کے پیشوا وقائد رہے ہیں، امت مسلمہ ایسے معماروں، مرشدوں اور قائدوں سے نوازی جاتی رہی ہیں اور ان شاء اللہ نوازی جاتی رہیں گی، کامیابی تو ایسی ہستیوں کو اپنا رہبرو رہنما بنا کر ان کی اتباع و پیروی کرنے میں ہے۔

کتاب کا ترجمہ نہایت سلیس اور رواں ہیں، ترجمہ کا احساس تک نہیں ہوتا ہے، ترجمہ کے ساتھ عبارات کو اعراب سے مزین کیا گیا ہے، اور نصوص کا ترجمہ کرنے میں کافی حزم واحتیاط سے کام لیا گیا ہے،

مولیٰ تعالیٰ مترجم مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور حضرت سید احمد کبیر رفاعی کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے اور ملک نیپال کا متحرک وفعال فاونڈیشن ''فخر ملت فاونڈیشن'' کو بھی عظیم بدلہ دے جس کے زیر اہتمام کتاب کی اشاعت ہو رہی ہے اور ہم سب کو سیدنا احمد کبیر رفاعی کی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

سید حسام الدین رفاعی۔

خانقاہ رفاعیہ بڑودہ گجرات۔ +919978344822

# تقریظ

## قاضی نیپال

## حضرت علامہ مفتی **محمد عثمان رضوی** مدظلہ العالی

صدر مفتی ادارہ شرعیہ نیپال، جنک پور دھام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اس خاک دانِ گیتی پر انبیاے کرام کو مبعوث فرمایا لیکن سلسلہ نبوت کے اختتام کے بعد ہدایت و رہنمائی اور دعوت و تبلیغ کے اس کارِ گراں مایہ کی ذمہ داری علماے امت کے سپرد ہوئی۔ جسے علماے امت نے بخوبی انجام دیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

رشد و ہدایت کا کام جہاں جس انداز میں ضرورت پڑی وہاں اسی انداز میں اس ضرورت کو پورا کیا گیا۔ کہیں وعظ و خطابت کے ذریعہ یہ فریضہ انجام دیا گیا اور کہیں تحریر و قلم کے ذریعہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ان نفوس قدسیہ میں سے ایک قطب الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم الشان ذات گرامی بھی ہے جن کی ذات بابرکات سے دین و مذہب کا خوب فروغ ہوا اور جن کا شمار جہان تصوف و طریقت، کاروانِ حقیقت و معرفت اور آسمانِ ولایت و قطبیت کے ان عظیم و جلیل اقطاب میں ہوتا ہے جن کو ”اقطاب اربعہ“ سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے بھی موقع محل کے لحاظ سے جس طریقہ سے بھی دین متین کی خدمات ممکن ہو سکیں انجام دیں۔ خواہ وعظ و خطاب، پند و نصائح کے ذریعہ ہو یا تصنیفات و تالیفات کے

وطریقت میں ایک اہم کتاب ہے۔ اس اہم کتاب سے استفادہ کو عام کرنے کی نیت سے حکیم ملت حضرت مولانا محمد اسمٰعیل حسینی (چترویدی) مدظلہ کولکاتا کے نورِ نظر لخت جگر عزیزی الاعز مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی ناظم جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف نے اسے اردو کا خوب صورت جامہ پہنایا ہے اور الحمدللہ علی احسانہ مترجم موصوف نے بحسن و خوبی اس کام کو انجام دیا۔

النظام الخاص کا یہ ترجمہ ضخامت کے لحاظ سے تو مختصر ہے لیکن معنوی لحاظ سے اردو زبان میں تصوف وطریقت کے باب میں گراں قدر اضافہ ہے جس سے یقیناً اہل علم وفہم اور صاحبانِ بصیرت و بصارت ضرور مستفید و مستنیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم افضل الصلوات والتسلیم کے صدقہ وطفیل اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے اور آخرت میں حضور نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور نجاتِ ابدی و سرمدی کا وسیلہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الرحیم افضل الصلوات والتسلیم۔

**محمد عثمان رضوی قادری**

قاضی و مفتی ادارہ شرعیہ نیپال

و

خادم التدریس جامعہ حنفیہ برکاتیہ، جنک پور

# تقریظ

فخر نیپال

**حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل رضوی مدظلہ العالی**

دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین، علی پٹی، نیپال

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمان ولایت اور جہانِ قطبیت کے عظیم المرتبت اور رفیع الدرجت اولیاے کرام میں ایک روشن و منور نام سید الاولیاء، کبیر الاولیاء سید السادات حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ یاد الٰہی سے سرشار، حیات کی ہر ہر گھڑی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مست، ایامِ زیست کا ہر ہر آن مخلوقِ خدا کو وعظ و نصیحت اور خدمت سے عبارت ہے۔ اپنی مصروف ترین زندگی سے وقت نکال کر صرف اور صرف مرضیِ مولیٰ کی نیت سے آپ نے مختلف موضوعات پر کئی کتابیں تحریر فرمائیں بلکہ بعض مورخین کے مطابق تو آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد ۶۶۲ ہے لیکن قوم تاتار کی جنگ میں زیادہ تر کتابیں ضائع ہوگئیں اور جو بچ گئیں ان میں سے چند کے اسما یہ ہیں:

البرهان المويد • الحكم الرفاعيه • الأحزاب الرفاعيه • النظام الخاص لاهل الاختصاص • البهجة الفقه و الوصايا و الصراط المستقيم في تفسير معانى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ في الزوية في الطريق إلى الله •

مع الله في الأربعين في شرح التنبيه • رحيق الكوثر

نہایت قیمتی قیمتی مواد پر مشتمل ان کتابوں میں ایک کتاب ”النظام الخاص لاہل الاختصاص“ ہے جس کا سلیس اور عمدہ ترجمہ بنام ”نصائح رفاعیہ“ کی فوٹو کاپی پیش نظر ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت غیر مطبوعہ ہے اور برائے تقریظ میرے پیش نظر ہے۔ تقریظ کی خواہش ملک نیپال کے جواں سال مگر باوقار عالم و فاضل مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی ناظم الجامعۃ المدینہ فیضان رضا، بریلی شریف نے کی ہے جو صاحب زادہ ہیں ماہر چار وید حکیم ملت صوفی محمد اسمٰعیل حسینی (چترویدی) کے۔

ماشاء اللہ! مولانا موصوف نے ترجمہ بڑے اچھے انداز میں کیا ہے جس کا اندازہ مطالعہ کے بعد کیا جا سکتا ہے کیوں کہ دوران مطالعہ اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ کسی کتاب کا ترجمہ زیر مطالعہ ہے یا مستقل کتاب۔ اور یہ ترجمہ نگاری کی خصوصیات سے ہے۔ کتاب میں امام رفاعی علیہ الرحمۃ نے سالکین راہِ طریقت کے لیے جو نصیحتیں فرمائی ہیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

انسان میں افضلیت کا معیار معرفتِ الٰہی ہے، اپنی کامیابی پرکھنے کا طریقہ، عقل اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے، فلسفہ کی مذمت، حکمت کی ترغیب، شریف و خسیس انسان میں فرق، احیاے سنت و تبلیغ حکمت کامرانی کی ضمانت، ساداتِ کرام کی فضیلت اور خصوصیات، اہل اللہ کی حالت، حقیقی عاشق کون، حصولِ علم کی کوئی حد نہیں، انسان کی تین قسم، طلبِ حق کی راہیں، ادب اور عبرت حاصل کرو وغیرہ اور بھی بہت کچھ نصیحت کے جواہر پارے ہیں جو دوران مطالعہ قارئین کو خود ہی حاصل ہوتے جائیں گے۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب واقعی قابل استفادہ ہے جس سے نہ صرف اہل علم بلکہ عوام

مقصد اس کے فائدے کے عام اردو داں تک پہنچانا بھی ہے ورنہ علمائے کرام تو عربی سے بھی استفادہ کر لیتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کے صدقہ وطفیل کتاب کو عوام وخواص کے منظور نظر بنائے اور کتاب کے مترجم اور کتاب کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لانے والوں کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کے لیے شفاعت نبوی ﷺ ونجات اخروی کا سبب بنائے۔آمین۔

فقیر ابوالفضل **محمد اسرائیل رضوی قادری نوری**

خادم التدریس والافتاء دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین، علی پٹی شریف، نیپال

# تقدیم

از

حضرت علامہ مولانا **کمال احمد علیمی نظامی** مدظلہ العالی

دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی، بستی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹی صدی ہجری میں جس اللہ والوں نے اپنے علم وعمل سے رشدوہدایت اور احسان وسلوک کی دنیامیں عظیم انقلاب برپاکیاان میں حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ حضرت رفاعی قدس سرہ نے اپنے حال وقال سے لاکھوں قلوب واذہان کو متاثرکیا،اور ان کے اندر خوف خداوندی، محبت رسول، خدمت خلق اور اخلاص وایثار کی روح پھونکی،آپ کی ذات علم وعمل کا مجمع البحرین تھی،آپ علم وعمل دونوں میں راسخ القدم تھے،اس لیے خدائے پاک نے اپنی بارگاہ سے آپ کو وہ عظمتیں عطافرمائیں جوکم ہی کے نصیب میں آتی ہے۔ دست رسول کا چومنا،رسول پاک ﷺ سے شرف بیعت پانا، فنافی اللہ ہونایہ سب وہ اعزازات ہیں جوآپ کے زمانے میں آپ ہی کی ذات کوحاصل ہوئے، آپ کی ذات والا صفات انبیاے عظام کے معجزات کا مظہر تھی،ایک روایت کے مطابق ہر نبی ورسول کی بارگاہ سے آپ کوان کا ایک ایک وصف خاص عطاکیا گیا،اس بنا پر آپ کے اندر وہ جملہ اوصاف موجود تھے جوایک واصل الی اللہ کے لیے ضروری ہیں۔

بلاد عرب میں آپ کے سلسلہ کووہی شہریت وقبولیت حاصل ہے جو سلسلہ قادریہ کو بلاد عجم میں حاصل ہے،اس مبارک سلسلے سے فیض یافتگان میں امام سیوطی،امام شعرانی،

سیرت وسوانح پر متعدّد کتابیں لکھیں گئیں ،علامہ ذہبی ،امام ابن اثیر ،علامہ شعرانی ،ابن خلکان ،امام تاج الدین سبکی ،علامہ بدر الدین عینی ،علامہ نبہانی اور امام شاذلی وغیرہ نے آپ کی تعریف وتوصیف میں مطول ومختصر تحریریں قلم بند فرمائی ہیں۔

غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آپ کی مجلس وعظ بھی روحانیت وتاثیر میں بے مثال ہوا کرتی ،کثیر خلق خدا نے آپ کی مجلسوں سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کا سامان کیا ہے۔

آپ کی بہت ساری تصنیفات بھی مطبوع ہیں ،جن میں ایک عظیم تصنیف ’’ النظام الخاص لاہل الاختصاص ‘‘ ہے ، یہ کتاب فن تصوف میں ہے ،اور حضرت رفاعی قدس سرہ کے مواعظ ونصائح کا مجموعہ ہے۔

یہ کتاب مختصر مگر جامع ہے ، مقربین بارگاہ الٰہی کی زبان میں بلا کی تاثیر ہوتی ہے ، ان کی باتیں الہامی ہوتی ہیں ،ان کے افکار وخیالات ملقی من اللہ ہوتے ہیں ،اس لیے ان میں جو اثر آفرینی اور شیرینی وچاشنی ہوتی ہے وہ بے نظیر ہوتی ہے ، یہ کتاب بھی اثر انگیزی اور شیرینی وحلاوت میں بے مثال ہے۔

اس کتاب کا تعلق فن تصوف سے ہے ،تصوف در حقیقت اتباع سنت وشریعت کا نام ہے ،اس کتاب میں اسی کی تعلیم دی گئی ہے ،اس میں اہل اختصاص جن سے مراد اہل طریقت اور صوفیاے کرام ہیں انہیں کے لیے رہنما اصول ذکر کیے گئے ہیں ،اس کتاب میں امور مذکورہیں ان کا حاصل یہی ہے کہ سنت رسول کی اتباع ہی وہ طریقت وحید ہے جو اللہ تک پہنچاتا ہے ،کثرت ریاضت ومجاہدہ اور رہبانیت جو سنت رسول سے ہٹ کر ہو غیر سود مند ہے ، وصول الی اللہ کے لیے سنت رسول کی اتباع اور شریعت کی پاسداری ہی سب کچھ ہے۔

اس کتاب میں تبلیغ دین کا شوق دلایا گیا ہے ، معرفت الٰہی کو افضلیت کا معیار قرار دیا گیا ہے ،عقل ودانش کی اہمیت بیان کی گئی ہے ،فلسفہ کی تردید کی گئی ہے ،شرافت وخساست

دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری بیان کی گئی ہے، علم حقیقی کی شناخت کرائی گئی ہے، انسان کی قسمیں بیان کی گئی ہیں، شکر خدا اور خشیت ربانی کی تعلیم دی گئی ہے، خلق خدا کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

غرضیکہ اہل تصوف کے لیے جن امور کی ضرورت ہے ان سب کا احاطہ کیا گیا ہے اس کتاب میں۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی، اس کا پہلا اردو ترجمہ دیوبندی مولوی ظفر احمد نے کیا جو مولوی اشرف علی تھانوی کا شاگرد اور ان کا تربیت یافتہ تھا، مترجم نے اپنے عقائد و نظریات کی ترویج کے لیے اس کتاب کا ترجمہ کیا، اور مختصر سی کتاب کو طویل حواشی سے بوجھل کر کے کتاب کے مطالب و معانی سے چھیڑ چھاڑ کی کوشش کی ایسے میں ضرورت تھی کہ اس کا ایک صاف و سلیس ترجمہ کیا جائے جس میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہہ کر حضرت بابرکت کی باتیں کو اردو قالب میں ڈھال دیا جائے، خدا بھلا کرے محب محترم حضرت مولانا عطاء النبی حسینی مصباحی نیپالی ثم بریلوی کا کہ انہوں نے اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے کافی محنت و مشقت کے ساتھ اس عظیم کتاب کا شایان شان ترجمہ کیا، کتاب کی پیراگرافنگ کی، اس میں ذیلی سرخیاں قائم کیں اور اس کے نصوص کی تخریج اور تشکیل کی، اس طرح انہوں نے کتاب کے ترجمہ کا حق ادا کیا، اور کافی دیانت داری سے کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ حضرت رفاعی کے عقائد و معمولات وہی تھے جو ہم اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

اس کام کی تحریک خانقاہ رفاعیہ بڑودہ کے چشم و چراغ حضرت مولانا سید حسام الدین رفاعی نے دی، آپ خاندان رفاعیہ سے تعلق رکھنے والے ایک مخلص اور ملنسار عالم دین ہیں، آپ کے ساتھ کئی سالوں تک علمی و قلمی سفر رہا ہے، میرے اپنے علم کے مطابق وہ ایک اچھے انسان ہیں، کتابیں جمع کرنا، اہل علم سے رابطہ رکھنا سلسلہ رفاعیہ کی ترویج کے لیے جان توڑ کوشش کرنا، سلسلہ کی کتابیں چھپوانی یہ سب آپ کے مشاغل ہیں، اللہ تعالی حضرت

زیر نظر کتاب کو میں نے بالاستعاب پڑھا ہے ،میں ذاتی طور سے اس کتاب سے مطمئن ہوں ، مترجم کتاب نے کافی محنت کی ہے ،اللہ تعالی ان کو سلامت رکھے اور مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

**کمال احمد علیمی نظامی**

خادم التدریس دارالعلوم علیمیہ ، جمدا شاہی ، بستی

# حالات مصنف

از

## مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**نام و نسب:** آپ کا اسم گرامی ”سید احمد کبیر“ ہے۔ کنیت ”ابوالعباس“ ہے اور لقب ”محی الدین“ ہے۔ چوں کہ آپ کے اجداد میں ایک صاحب کا نام ”رفاعہ“ تھا ان کی طرف نسبت ہونے کے سبب ”رفاعی“ مشہور ہوئے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کے سبب ”شافعی“ ہوئے۔ آپ نسباً نجیب الطرفین ہیں اس لیے ”حسنی اور حسینی“ بھی کہے جاتے ہیں۔

**القاب و آداب:** ”محی الدین“ کے علاوہ اور بھی القاب و آداب سے دنیا نے آپ کو یاد کیا ”ارشاد المسلمین“ میں جن القاب کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

أستاذ الجماعة، والشيخ الكبير، وإمام القرن، والحجة الكبرى، وسيد العارفين، وتاج القين، وشيخ الطوائف، والغوث الأكبر، والمعجزة المحمدية، ومأوى المنقطعين، وناصر الشة، وتاج الشيوخ، وسلطان الأدلاء، وشيخ الكل، وشيخ من لا شيخ له.(ارشاد المسلمین لطریقۃ شیخ المتقین، ص:۲۶۳)

**آپ کا سلسلہ نسب:** آپ نجیب الطرفین سادات ہیں۔ والد گرامی کی جانب سے نسباً حضرت سرکار سیدنا عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے ”حسینی“ سادات ہیں اور والدہ مشفقہ کی جانب سے نسباً حضرت سرکار سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے ”حسنی“ سادات ہیں۔

الرفاعیہ“ کے مطابق والد ماجد کی جانب سے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

حضرت سید احمد کبیر بن سید سلطان علی بن سید یحیٰ نقیب بصرہ بن سید ثابت، بن سید ابوالفوارس حازم علی بن سید احمد مرتضیٰ بن سید علی اشبیلی بن سید رفاعہ الحسن المکی بن سید مہدی بن سید محمد ابوالقاسم بن سید حسن بن سید حسین بن سید احمد صالح، بن سید موسیٰ ثانی بن سید ابراہیم مرتضیٰ اصغر بن سید موسیٰ کاظم بن سید جعفر صادق بن سید محمد باقر بن سید علی بن سید زین العابدین بن سید امام حسین بن سیدنا امیر المومنین علی بن علی طالب رضِی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

**مادری سلسلہ نسب:** اسی ”شجرۃ الرفاعیہ“ کے مطابق والدہ ماجدہ کی جانب سے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

ام الفضل سیدہ صالحہ عائشہ بنت شیخ سیدی ابی بکر بن سید یحییٰ بن سید رفیع الدین احمد بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سید طاہر بن سید حمزہ بن سید قاسم بن سید محمد بن سید زید بن سید امام حسن بن سیدنا امیر مومنین علی بن ابوطالب رضِی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

**ولادت با سعادت:** حضرت سید احمد کبیر رفاعی یکم رجب المرجب اور بعض تذکرہ نگار کے مطابق ۱۵/ رجب المرجب ۵۱۲ھ کو مقام حسن میں پیدا ہوئے جو عراق میں ام عبید کے قریب شہر واسطہ کے علاقہ میں واقع ہے۔آپ کی پیدائش سے پہلے سرکار دوعالم ﷺ نے آپ کے ماموں شیخ وقت حضرت باز اشہب منصور بطائحی رضِی اللہ عنہ کو آپ کے پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔المعارف المحمدیہ فی الوظائف الاحمدیہ ہے:

و قد رأی سیدنا و مولانا السید منصور الربانی البطائحی المعروف بین القوم بالباز الاشھب خال سیدنا السید احمد رضی اللہ عنھما ذات لیلة فی منامه رسول اللہ ﷺ ، فقال له علیه الصلوة والسلام : أبشرك یا منصور إن اللہ یعطي إلی أختك بعد أربعین یوما ولدا اسمه أحمد الرفاعی ، مثل ما أنا راس الأنبیاء فکذالك ھو راس الأولیاء ، وحین یکبر فخذ واذھب به إلی

مطبوعہ محمد آفندی مصطفی، مصر)

یعنی حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کے ماموں ہمارے آقا و مولیٰ سید منصور ربانی بطائحی معروف بہ "باز اشہب" رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیدار کیا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے منصور! میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ اللہ رب العزت تمھاری بہن کو چالیس دن کے بعد ایک لڑکا عنایت فرمائے گا، اس کا نام احمد ہو گا، جس طرح میں تمام انبیا کا سردار ہوں اسی طرح یہ تمام اولیا کا سردار ہو گا جب یہ سن شعور ہو پہنچ جائے تو اسے تربیت کے لیے شیخ قاری واسطی کے پاس لے جانا۔

**تعلیم و تربیت:** حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سات سال تک مقام حسن میں اپنے شفیق ماں باپ کی پرورش میں رہے۔ آپ کی عمر مبارک کا ساتواں سال تھا کہ آپ کے والد ماجد حضرت سید علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی ضرورت سے بغداد شریف کی طرف گئے تھے تو وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

باپ کے انتقال فرما جانے کے بعد بظاہر آپ کی تعلیم و تربیت کی کوئی صورت نہ تھی اس وجہ سے آپ کے ماموں حضرت شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو مع آپ کی والدہ محترمہ کے اپنے پاس بلا لیا۔ اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ دی۔ قرآن پاک تو آپ نے مقام حسن ہی میں شیخ عبدالسمیع حربونی کے پاس حفظ کر لیا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ منصور نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق واسطہ میں شیخ ابوالفضل قاری واسطی کی خدمت میں علم حاصل کرنے کے لیے آپ کو بھیج دیا۔ شیخ علی واسطی نے بھی آپ کی تعلیم و تربیت میں خصوصی توجہ سے کام لیا یہاں تک کہ بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ یعنی حدیث شریف، تفسیر، فقہ، معانی اور منطق وغیرہ تمام فنون مروجہ کی تکمیل کر لی اور آپ کے استاذ محترم نے آپ کو حدیث شریف اور دیگر علوم کی سند و اجازت عطا کی۔ آپ حضرت شیخ علی واسطی کے علاوہ شیخ ابو بکر واسطی اور حضرت شیخ عبدالمالک حربونی کے درس میں بھی شریک ہوتے تھے جو اس زمانے

**باطنی علوم کی تحصیل:** جب سید الاولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم دینیہ کی تکمیل کرلی اور آپ کے اساتذہ نے سند واجازت عطا کردی تو آپ نے بھی وہیں پر تدریس کا سلسلہ شروع کردیا اور ساتھ ہی اپنے ماموں حضرت منصور بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علوم باطنی بھی حاصل کرنے لگے ۔ لطف خداوندی اور مناسبت طبعی کی وجہ سے سصپ نے علوم باطنیہ میں بھی بہت جلد کمال حاصل کرلیا۔ (سید الاولیاء، از فقیہ ملت از مفتی جلال الدین امجدی، ص: ۱۱، ۱۲، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور)

**اجازت و خلافت:** آپ ابھی عمر کی بیسویں بہاروں میں تھے کہ اُستاذ و مرشد شیخ الواسطی نے (مستقبل میں آپ کی عظمت وکرامت اور فضیلت و منقبت کا پیش اندازہ کرکے ) جملہ علوم شریعت وطریقت کی اجازتِ عام عطا فرمادی، اور ساتھ ہی خرقہ پوشی کرکے خلعتِ خلافت سے بھی نواز دیا۔

تاہم آپ نے تحصیل علم کے تسلسل کو برقرار رکھا، اور پوری ذمہ داری و مستعدی کے ساتھ شیخ ابوبکر واسطی کے حلقہ دروس سے خود کو وابستہ رکھا، اور علم شریعت سے پورے طور سے آسودہ ہوکر وہاں سے اُٹھے۔ نیز فقہ کے غوامض ودقائق کی تحصیل اپنے ماموں شیخ منصور بطائحی کے ہاتھوں مکمل کرکے اُن سے اجازت وصول کی۔

جس وقت آپ کے ماموں شیخ منصور کو اپنی زندگی کا چراغ گل ہونے کا اندازہ ہوا توانھوں نے آپ کو بلواکر شیخ الشیوخ کی اَمانت اور اپنے خاص وظائف کی ذمہ داری نبھانے کا عہد لیا، اور آپ کو مسند سجادگی اور منصب ارشاد پر فائز فرمادیا۔ (اتنی عظیم ذمہ داری قبول کرتے وقت آپ کی عمر مبارک صرف اٹھائیس سال تھی)۔(چار بڑے اقطاب ، مترجم : مولانا افروز قادری، ص:۳۵)

**سجادہ نشینی کا واقعہ:** جب حضرت سَیِّدُنا شیخ منصور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کا وقت قریب آیا توان کی زوجہ محترمہ نے عرض کی:اپنے فرزند کے لیے خِلافت کی وَصیَّت کردیں ، شیخ منصور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:نہیں بلکہ میرے بھانجے احمد کے لیے خلافت کی وصیت ہے، زوجہ

سے فرمایا: میرے پاس کھجور کے پتے لاؤ، بیٹا تو بہت سے پتے کاٹ کر لے آیا مگر سَیِّدُنا امام رفاعی کوئی پتا نہ لائے، وجہ پوچھی تو حکمت سے بھرپور جواب دیتے ہوئے عرض کی: مَیں نے سب کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کرتے ہوئے پایا، اسی لیے کسی پتے کو نہیں کاٹا، جواب سُن کر شیخ منصور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی زوجہ محترمہ کی طرف مسکرا کر دیکھا اور فرمایا: میں نے بھی کئی مرتبہ یہی دعا کی تھی کہ میرا خلیفہ میرا بیٹا ہو مگر مجھ سے ہر مرتبہ یہی فرمایا گیا کہ تمھارا خلیفہ تمھارا بھانجا ہے۔ لہٰذا ۲۸ سال کی عمر میں سیّد احمد کبیر رفاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ماموں جان کی طرف سے خلافت عطا ہوئی اور اسی سال شیخ منصور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا انتقال ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار، ذکر احترام المشائخ والعلماء لہ... الخ، ص۲۷۰، دار الکتب العلمیہ)

**درس و تدریس:** اپنے استاذ شیخ علی واسطی سے اجازت علوم عقلیہ و نقلیہ کے بعد آپ مسند افتاو تدریس پر متمکّن ہوئے اور مخلوق خدا کو علوم قرآن و سنت مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیم دینے لگے۔ آپ روزانہ صبح و شام فقہ و حدیث اور تفسیر و عقائد کی تدریس کے لیے تشریف رکھتے البتہ پیر شریف اور جمعرات کے دن بعد ظہر تشریف رکھتے اور وعظ فرماتے (آداب الشیخ والتلمیذ، ص:۵۴۷)

**مشہور خُلفاء و تلامذہ:** حضرت سَیِّدُنا احمد کبیر رفاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس قدر مقبول تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی مخلوق کے دل ان کی طرف پھیر دیے تھے جہاں جہاں مسلمان آباد تھے وہاں آپ کے متبعین و مریدین پائے جاتے تھے عقیدت مندوں کی کثرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی حیات میں صرف آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کی تعداد ہی ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ چکی تھی ۔ ان میں شیخ عمر فاروثی، شیخ ابو شُجاع فقیہہ شافعی، شیخ یوسف حسینی سمرقندی، عارف باللہ عبد الملک بن حماد مَوْصِلی، قطبِ کبیر ابو عبد الرحیم بن محمد بن حسن براعی وغیرہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم آپ کے مشہور خُلفاء و تلامذہ میں شامل ہیں۔ (فیضان سید احمد کبیر رفاعی، ص:۲۹، دعوت اسلامی)

**تقویٰ و پرہیز گاری:** آپ بچپن ہی سے تقویٰ و پرہیز گاری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے یہی وجہ تھی کہ ایام شیر خوارگی کے عالم میں بھی ماہ رمضان المبارک میں دن میں دودھ نوش نہ

تقویٰ کا درس نہ صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے بلکہ مخلوق خدا کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔
چناں چہ آپ زہد کا درس دیتے ہوئے فرماتے:

الزهد أول قدم القاصدين إلى الله عز وجل،وأساسه التقوى وهي خوف الله،رأس الحكمة.(البرہان المؤید،ص:۱۳)

اللہ تبارک و تعالی کی بارگاہ کا ارداہ کرنے والوں کا پہلا قدم زہد ہے جس کی بنیاد تقوی ہے اور تقوی اللہ تعالی کا خوف اور دانائی کی انتہا ہے۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

من يتق الله بحفظ السر عن آفات الالتفات إلى السوي يجعل له مخرجا من حجب الإبعاد ، و يرزقه المشاهدة والوصلة من حيث لا يحتسب.(البرہان المؤید،ص:۱۹)

جو شخص اپنے باطن کو غیر اللہ سے محفوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالی سے ڈرے، اللہ تعالی اس کے لیے دوریوں سے نکلنے کی راہیں آسان فرمادے گا اور اللہ تعالی ایسے شخص کو اپنی ذات کے مشاہدے میں اور اپنی بارگاہ میں قرب کی نعمت سے یوں سرفراز فرماتا ہے کہ اس شخص کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔

**سید الاولیاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ نمودار ہوا:** آپ جہاں ایک خوف خدا سے لرزتا دل اور اشک بار آنکھ رکھتے تھے وہیں محبتِ رسول ﷺ میں دھڑکتا دل بھی رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت اس قدر تھا کہ اس محبت کا صلہ اس طرح ملا کہ آپ کے لیے نبی کریم ﷺ کا دست اقدس ظاہر ہوا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

كان الشيخ احمد بن الرفاعی كل عام يرسل مع الحجاج السلام على النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فلما زاره وقف تجاه مرقده وانشد:

فی حالة البعد روحی كنت ارسلها * تقبل الارض عنی فهی نائبتی

شفتی فقیل ان الید الشریفة بدت له فقبلهافهنیئا له ثم هنیئا ۔

ترجمہ: یعنی امام اجل قطب اکمل حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حاجیوں کے ہاتھ حضور اقدس ﷺ پر سلام عرض کر بھیجتے ،جب خود حاضر آئے مزار اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی: میں جب دور تھا تواپنی روح بھیج دیتا کہ میری طرف سے زمین کو بوسہ دے تو وہ میری نائب تھی، اور اب باری بدن کی ہے۔ کہ جسم خود حاضر ہے دست مبارک عطا ہو کہ میرے لب اس سے محظوظ ہو۔ کہا گیا کہ دست اقدس ان کے لیے ظاہر ہوا انھوں نے بوسہ دیا تو بہت بہت مبارک ہو ان کو۔ (نسیم الریاض شرح الشفاء فصل و من اعظامہ واکبارہ ﷺ ،دارالفکر بیروت ۳/ ۴۴۲)

**تصنیفات:** آپ نے خلق خدا کو فیضیاب کرنے کے لیے کتابیں بھی تصنیف فرمائی اس میں کچھ تو مطبوعہ ہیں، بعض تاہنوز مخطوطہ ہیں، بلکہ آپ کی کل چھ سو باسٹھ (۶۶۲) کتابیں بتائی جاتی ہیں۔ تاتاری جنگ میں اعرق کی تباہی میں اکثر کتابیں ضائع ہوگئیں۔ بہر حال جو کتابیں آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان میں سے کچھ کے اسما یہ ہیں:

البرهان المويد • الحكم الرفاعيه • الأحزاب الرفاعيه • النظام الخاص لاهل الاختصاص • البهجة الفقه و الوصايا و الصراط المستقيم في تفسير معانى بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ في الزوية في الطريق إلى الله • العقائد الرفاعيه • المجالس الأحمدية ،تفسير سورة القدر ، حالة اهل الحقيقة مع الله في الأربعين في شرح التنبيه • رحيق الكوثر .(چار بڑے اقطاب، ص:۴۰)

**آپ کی ازواج و اولاد:** تاریخ و نسب سے متعلق کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ نے کئی ایک شادیاں کیں اور ان سے بہت سی اولادیں پیدا ہوئیں۔ (بتایا جاتا ہے کہ) آپ کے بارہ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، جن میں سے چار صاحبزادوں کے ذریعہ آپ کا نسب جاری ہو کر مختلف ملکوں میں پھیلا، جب کہ آپ کے آٹھ بیٹے اولاد کی دولت سے محروم رہے۔

فرزند اکبر سید صالح رفاعی اپنے والد بزرگوار کی موجودگی ہی میں دنیا سے چلے گئے

ہوئے جن کی نسل واسط، بصرہ، اور سبیلیات وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے۔

دوسرے فرزند سید محمد معدنِ اسرار اللہ الرفاعی والد گرامی کے پردہ فرما جانے کے بعد تختِ سجادگی و تولیت پر متمکّن ہوئے۔ آپ کی قبر سعید مصر میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ آپ کی اولاد مصر و شام، سبیلیات و مدینہ منورہ، عجم و استنبول اور ہندستان کے شہر بمبئی و سورت اور بڑودہ وغیرہ میں موجود ہیں۔

تیسرے فرزند سید ابراہیم النقیب رفاعی ہیں جن کے بیٹے سید احمد صیاد رفاعی سے آپ کا نسب حویزہ، بوشہر، اور بندر ریک وغیرہ میں معروف و مشہور ہے۔ چوتھے فرزند سید علی سکران رفاعی تھے جن کے بیٹے سید شمسان رفاعی سے آپ کی نسلیں عراق و ماوراء النہر، اور ہندو قندھار وغیرہ میں بکھری ہوئی ہیں۔ بقیہ آٹھ فرزندوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: سید اسماعیل المجذوب رفاعی ۔۔۔ سید یوسف رفاعی ۔۔۔ سید عبد الفتاح رفاعی ۔۔۔ سید ابوالمحامد حسن رفاعی ۔۔۔ سید حسین رفاعی ۔۔۔ سید موسیٰ رفاعی ۔۔۔ سید محمود رفاعی ۔۔۔ اور سید عبد المحسن رفاعی۔ نفعنا اللہ بار و احہم۔ جو لاولد رہے۔ دو صاحبزادیوں میں سے پہلی کا نام خدیجہ تھا جن کو زینب بھی کہتے ہیں۔ اور دوسری فاطمہ تھیں۔ علیہم الرحمۃ والرضوان۔ ’تریاق، سفینہ احمدی، انسابِ طالبیہ، الدرۃ المضیہ، روضۃ الانساب، خلاصۃ الانساب اور بحر الانساب وغیرہ میں یوں ہی ہے۔ آپ کی اولادیں اعراق کے علاوہ (ویسے تو دنیا کا کوئی حصہ آپ کی اولاد سے خالی نہیں ہے) بلاد الشام۔ مصر۔ لیبیا۔ مراقش۔ فلسطین۔ سعودی عرب۔ کویت۔ میں زیادہ تعداد میں ہیں، بر صغیر میں اولادوں سے زیادہ مریدین کی کثرت ہے۔

**زندگی کے آخری ایام:** آپ کے خادمِ خاص حضرت یعقوب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وصال سے پہلے سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرضِ اسہال (پیٹ کی بیماری) میں مبتلا ہوئے، ایک ماہ تک اسی تکلیف میں مبتلا رہے اور بیس دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ نیز زندگی کے آخری لمحات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نہایت رقت طاری تھی اپنا چہرہ اور داڑھی مبارک مٹی پر رگڑتے اور روتے رہتے، لبوں پر یہ دُعائیں جاری تھیں ”یااللہ عَفْو و درگزر فرما، یااللہ مجھے مُعاف

بالآخر۶۶ سال تک اس دارِ فانی میں رہ کر مخلوقِ خدا کی رُشد وہدایت کا کام سرانجام دینے کے بعد بروز جمعرات ۲۲ جمادی الاولی ۵۷۸ھ مطابق ۱۳ستمبر ۱۱۸۲ھ بوقتِ ظہر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس عالمِ فنا سے عالمِ بقا کا سفر اختیار کیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والے آخری کلمات یہ تھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تھوڑی ہی دیر میں بستی اُمِّ عَبیدہ کے گرد و نَواح میں آپ کے وصالِ پُر ملال کی خبر مشہور ہوگئی، بس پھر کیا تھا! آپ کے آخری دیدار اور نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے لوگ دور دور سے جمع ہونے لگے یہاں تک کہ نمازِ جنازہ کے وقت کئی لاکھ کا مجمع موجود تھا، بعد نمازِ جنازہ خانقاہ اُمِّ عَبیدہ ہی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تدفین کی گئی۔ آج آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے وصال مُبارک کو صدیاں ہوچکیں مگر اس کے باوجود جنوبی عراق میں آپ کا مزار مبارک بے شمار عقیدت مندوں کی اُمیدوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ (فیضان سید احمد کبیر رفاعی، ص:۳۱، ۳۲ )

سلسلہ رفاعیہ میں ذکر کے طریقے: طریقہ عالیہ رفاعیہ آپ ہی سے جاری ہے۔ آپ نے مریدین و متعلقین کے لیے ذکر واذکار کے طریقوں میں سے ایک خاص طریقہ مقرر فرمایا ہے جسے "راتب رفاعیہ کہا جاتا ہے۔ امام المورخین قطب مدینہ شیخ عبداللہ مطری اپنی کتاب "انوارِ احمدی" میں اس کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک روز قطب الاقطاب، سلطان العارفین سیدنا احمد کبیر الرفاعی الحسینی قدس سرہ و روحہ اپنے اصحاب و مریدین کو معرفت و محبت الٰہی کی تعلیم وہدایت دے رہے تھے، ساتھ ہی بعض خلفا کو حکم دے رہے تھے کہ ہر شب جمعہ اور شب دوشنبہ بعد نمازِ عشا آدھی رات تک ذکرجہر و نفی واثبات جلی وخفی میں مشغول رہے۔ دل حضورِ باری کی جانب متوجہ رہے، اور جب تک اس حلقہ ذکرمیں رہے وجدو شوق کے ساتھ ذکر الٰہی میں مستغرق رہے۔ نیز فرماتے کہ اگر تو چاہے تو ہر شب اسے تنہا پڑھ لیا کر تا کہ تیرا باطن چمک اُٹھے۔

مؤرخ موصوف نے مزید لکھا ہے کہ اس حلقہ مذکورہ میں قصائدواشعار دف کے

وجد و شوق کی حالت میں وہ آلات آہنی (مثلاً گرز و شمشیر و سیخ وغیرہ) سے اپنے بدن پر ضرب کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی عنایت اور آپ کے فیض و برکت سے (کرنے والے کو) کچھ بھی نقصان نہ پہنچاتے تھے۔ شیر و گرگ اور سانپ بچھو کو پکڑنا، آگ میں داخل ہونا اور پانی پر چلنا (آج تک) آپ کے توابعین میں جاری ہے۔ کذافی انوار احمدی للمطری۔

یہ مجلس راتب خاندانِ رفاعیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جس طرح سماع محدود ہے طریقہ چشتیہ کے ساتھ۔ یوں ہی ہر سلسلہ کے پیشواؤں نے اپنے توابعین و مریدین کے لیے ذکر کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا ہے جس کی تعمیل صاحب سلسلہ کی اجازت کے بغیر ناروا اور بے سود ہے۔ (ظاہر ہے) اگر صاحب سلسلہ سے اجازت لیے بغیر وہ چیز ہٹ دھرمی سے چلادیں تو وہ فیض کہاں سے نصیب ہوگا جو کہ ایک صاحب اجازت کو حاصل و میسر ہے۔

**مستفیدینِ سلسلہ رفاعیہ:** سلسلہ رفاعیہ کو دنیا میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے سے بڑے بڑے اہل علم ہستیاں اور شخصیتیں جڑیں جو اپنے وقت کے آفتاب و ماہتاب گزریں۔ ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) شیخ الاسلام امام الہمام حضرت شیخ شمس الدین جزری (۲) شیخ الاسلام امام شہیر حضرت شیخ جلال الدین سیوطی (۳) شیخ الاسلام عارف ربانی حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی (۴) حضرت شیخ علی ابو علوک شہر زوری بغدادی (۵) بقیۃ السلف شیخ العلماء حضرت شیخ احمد ترمانینی (۶) قدوۃ المشائخ و العلماء حاجی حضرت محمد وفا رفاعی حلبی (۷) مفتی حلب حضرت شیخ بہاء الدین رفاعی (۸) سیدنا شیخ حضرت حیات بن قیس حرانی (۹) محدث جلیل حضرت شیخ عبدالعظیم المنذری (۱۰) عارف باللہ شیخ ابراہیم بن محمد کازرونی صاحب شفاء الاسقام (۱۱) ولی اشہر حضرت شیخ عماد الدین زنجی (۱۲) حضرت شیخ حسن قطنانی راعی (۱۳) سید السند قطب اوحد حضرت سید احمد بدوی (۱۴) تاج العارفین سید ابراہیم دسوقی قرشی ہاشمی (۱۵) حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی (۱۶) حضرت شیخ مزید شیبانی والد ماجد شیخ سعد الدین جباوی (۱۷) حضرت شیخ نجم الدین محمود الاَصفہانی (۱۸) حضرت شیخ احمد علوان یمانی رحمۃ اللہ علیہم۔

مشاہیر ''اقطاب اربعہ '' سے ایک۔ آپ کے فضائل و مناقب اس قدر ہیں کہ لکھنے والوں نے لکھا اور بہت کچھ لکھا لیکن صفحات میں آپ کے فضائل و مناقب کا احاطہ ممکن نہیں پھر بھی جن لوگوں نے لکھا اور جتنا لکھا اس سے بھی کسی نہ کسی حد تک جہانِ قطبیت میں آپ کی عظمت و رفعت اور آسمان ولایت میں آپ کی چمک دمک واضح ہو جاتی ہیں۔ ان تمام کتابوں کا کے اسماے کا ذکر بھی یہاں ممکن نہیں اس لیے چند کتابوں کے اسما محققین و شائقین حضرات کے لیے درج کیے جاتے ہیں:

**تذکرۂ رفاعی بزبانِ عربی :** (۱)''ترياق المحبين في سيرة سلطان العارفين'' ازحافظ تقي الدين ابي الفرج عبدالرحمن شافعی (۲) ''النجم الساعي في مناقب القطب الكبير الرفاعي'' ازابوبکر بن عبد اللہ عیدروس عدني (۳) ''سوادالعينين في مناقب الغوث أبي العلمين'' ازامام حافظ عبدالكريم بن محمد رافعي شافعي (۴) ''غاية التحرير في نسب قطب العصر وغوث الزمان سيدنا أحمد الرفاعي'' ازشیخ محدث عبدالعزیز دِیرِینی شافعی (۵) ''جلاء الصدى في مناقب إمام الهدى السيد أحمد الرفاعي'' ازشیخ أحمد بن جلال اللاري مصري حنفي (۶) ''الشرف المحتم فيما من الله به على وليه السيد أحمد الرفاعي من تقبيل يد النبي (ﷺ)'' از امام جلال الدين سيوطي (۷) ''روضة الناظرين'' ازعارف باللہ شیخ احمد بن محمد وِتري (۸) ''النفحة المسكية'' ازحافظ صوفي عز الدين أحمد فاروثي (۹) ''الوظائف الأحمدية ازشیخ احمد عزالدين صياد (۱۰) ''اجابةُ الداعي في مناقب الإمام الرفاعي'' ازشیخ ابراہیم برزنجی (۱۱) ''شفاء الاسقام في سيرة غوث الانام'' ازشیخ إبراهيم بن محمد كازروني (۱۲) ''ربيع العاشقين'' ازشیخ جمال الدين حدادي (۱۳) ''الدرة السامية في معرفة فضائل سلوك الطريقة الرفاعية'' ازشیخ احمد بن محمد بن خميس الحضرمي (۱۴) ''بغية الطالبين'' حافظ المتقن قاسم بن احمد شافعي (۱۵) ''قرة العين في مناقب ابي العلمين'' ازشیخ امام تقی الدين علي ابن المبارك واسطي (۱۶) ''قلادة الجواهر. في ذكر الغوث الرفاعي. وأتباعه الأكابر'' ازسید محمد أبو الهدى الصيادي (۱۷) ''الامام احمد الرفاعي سيرته واخباره'' ازشیخ خلليل ديلمي (۱۸) ''المعارف المحمدية والوظائف الاحمدية'' ازشیخ سید عزالدين احمد رفاعي

الاحمدی" از شیخ عفیف الدین المطری وغیرہ۔

**تذکرۂ رفاعی بزبانِ اردو:** (۱) سید الاولیاء از فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی (۲) فیضان سید احمد کبیر رفاعی از المدینہ العلمیہ دعوت اسلامی (۳) کبیر الاولیاء ترجمہ نور الاحمدی از مفتی غلام علی ہمدم القادری الرفاعی (۴) شان رفاعی از سید رضی الدین الرشید عرف لالہ میاں رفاعی علیہ الرحمہ سجادہ نشین مسند رفاعیہ، کراچی، پاکستان (۵) ملفوظات رفاعیہ از ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی (۶) حضرت سید احمد کبیر رفاعی کی چند ناصحانہ باتیں از محمد عطاء الرحمٰن نوری (۷) تحفہ رفاعیہ از مولانا مفتی سید ابوالحسن شاہ جہاں عرف سید نور الدین سیف اللہ رفاعی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ رفاعیہ، بڑودہ گجرات (۸) سیرت سلطان الاولیاء از حافظ عبد اللہ نورانی رفاعی (۹) ارشادات سید احمد کبیر رفاعی از محمد فاروق (۱۰) انوار رفاعی از عبد المجید عبد الشکور عاربی (۱۱) معدن الاسرار تذکرہ ابن الرفاعی از جناب قاسم طیب عمرانی (۱۲) تذکرہ حضرت رفاعی از سید مصطفی رفاعی ندوی (۱۳) احمد کبیر رفاعی بحیثیت صوفی از مولانا غیاث الدین مصباحی (۱۴) ملفوظات رفاعیہ قرآن و حدیث کی روشنی میں از مولانا منظر مصطفی ناز اشرفی (۱۵) ماہ نامہ غوث العالم کا حضرت رفاعی نمبر چیف ایڈیٹر سید محمد اشرف کچھوچھوی وغیرہ۔

# سخن مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی کا یہ کہنا بھی کسی حد تک صحیح ہے کہ کسی بھی چیز کا وجود فی نفسہ برا نہیں ہوتا بلکہ اس کے استعمال کا اس کے اچھا یا برا ہونے میں دخل ہوتا ہے اگر استعمال اچھا تو چیز اچھی اور استعمال برعکس تو شئ بھی اسی طرح۔ سوشل میڈیا ہی کو دیکھ لیجیے، آج بے شمار اہل علم اس کے ذریعہ علمی افادہ واستفادہ کر رہے ہیں، خود راقم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ کئی ایک اہل علم سے استفادہ کیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ فیس بک بھی سوشل میڈیا کا ایک حصہ ہے جو اس وقت کافی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی فیس بک پر سلسلہ رفاعیہ کا ایک فرد وقتاً فوقتاً سلسلہ رفاعیہ اور بانی سلسلہ رفاعیہ کے بارے میں معلومات فراہم کرتا رہتا تھا؛ چوں کہ سلسلہ رفاعیہ میں ذکر و فکر الٰہی کا ایک طریقہ "راتب رفاعیہ" بھی ہے جس میں تلوار، برچھی، سیخ وغیرہ آلوں سے اپنے اعضاے جسم پر وار کیا جاتا ہے لیکن ان واروں کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ راقم خود اپنی آنکھوں سے اس راتبِ رفاعیہ کا مشاہدہ کر چکا تھا اس لیے مزید معلومات کے لیے کوشاں تھا۔ اسی درمیان فیس بک پر سلسلہ رفاعیہ کے بارے میں پوسٹ کرنے والے فرد سے راقم کا رابطہ ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ فرد کوئی اور نہیں بلکہ مجاہد سلسلہ رفاعیہ و چشم و چراغ خانقاہِ رفاعیہ بڑودہ حضرت مولانا حسام الدین رفاعی ہیں۔ اس طرح فیس بک کے ذریعہ موصوف مذکور سے فیس ملا اور روابط بھی رہے اور پھر فیس تو مل ہی چکا تھا اب مولانا حسام الدین رفاعی کی مہربانی سے سلسلہ رفاعیہ کے متعلق بُک (کتابیں) بھی مل گئیں۔ اس طرح موصوف مذکورہ سے فیس اور ان سے بُک ملنے کا ذریعہ یہ فیس بک ہی بنا۔

درمیان انہوں نے فرمایا کہ آپ ایک کتاب کا ترجمہ کر دیجیے۔ چوں کہ اپنی عادت دل شکنی اور حوصلہ شکنی نہیں بلکہ اپنی کوشش یہی رہتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے کسی بھی مسلمان کی دل جوئی کا موقع ہاتھ سے جانے نہ پائے اور یہ موقع تو دل جوئی کے ساتھ ساتھ حصول ثواب کا بھی تھا اس لیے راقم ترجمہ کے لیے تیار ہو گیا۔ اب انہوں نے امام رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اہم تصنیف ''النظام الخاص لاہل الاختصاص'' کی برقی فائل (پی ڈی ایف) ارسال فرمائی اور اسی نسخہ سے مطالعہ شروع کر دیا۔ ادھر مولانا موصوف نے اس کتاب کی فوٹو کاپی بھی بذریعہ پوسٹ مجھ تک پہنچادی۔ اس درمیان تعطیل کلاں کے دن آگئے اور پھر راقم اپنے گھر؛ موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ترجمہ کے کام کا آغاز کیا اور اللہ کا فضل و کرم شامل حال رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے ۲۰ / رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ / جون ۲۰۱۷ء کو قریباً ایک ماہ میں اس کا ترجمہ مکمل ہو گیا لیکن صرف ترجمہ ہونا ہی کافی نہیں تھا بلکہ اس کی تصحیح بھی ہونی تھی جس کے لیے راقم کو تقریباً دو سال کا طویل عرصہ انتظار کی گھڑی دیکھنی پڑی۔

خیر! خدا خدا کر کے ادیب شہیر حضرت مولانا کمال احمد علیمی صاحب قبلہ استاذ دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی نے تصحیح کا کام اپنے ذمہ لیا اور امید سے بھی قبل انہوں نے تصحیح فرما کر کتاب ارسال فرمادی۔ پھر ان کے تصحیح کردہ مقامات میں ایڈٹ کیا گیا اور ترجمہ اور اس کی تصحیح کا کام مکمل ہو گیا۔ لیکن اب بھی کتاب کا کام مکمل نہیں ہوا تھا کیوں کہ اب یہ کتاب دعوت ترتیب و تخریج دے رہی تھی جسے قبول کرتے ہوئے ترتیب و تخریج کا کام شروع کیا گیا اور امام رفاعی کا کرم کہ یہ کام بھی جلد ہی مکمل ہو گیا۔ اب کیا تھا بس ایک طباعت کا مرحلہ جو کسی بھی کتاب کے منظر عام پر آنے کے لیے نہایت ضروری ہوتا ہے ساتھ ہی طباعت کا بار بھی ایک بڑا بار ہوتا ہے لیکن بزرگوں کا فیضان جاری رہا کہ یہ مرحلہ بھی آسان ہو گیا۔

مذکورہ روداد کے بعد اب اس حقیر راقم کے ذمہ ایک اہم فریضہ باقی ہے اور وہ ہے اپنے محسنین کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرنا ورنہ احسان فراموشی ہوگی۔ تو سب سے

کام آگے بڑھا اور آج کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اتنا ہی نہیں کہ انہوں نے تصحیح فرمائی بلکہ ایک اہم مقدمہ بھی رقم فرمایا۔ بعدہ راقم احسان مند ہے والد ماجد حکیم ملت پیر طریقت حضرت مولانا صوفی محمد اسمٰعیل حسینی (چترویدی) خانقاہِ اسمٰعیلیہ کھردہ، کولکاتا کا جنہوں نے اپنی طبیعت کی علالت کے باوجود چند جملوں پر مشتمل دعائیہ کلمات تحریر فرمائے جو واقعی راقم کے لیے اعزاز کی بات ہے۔ مولیٰ والد ماجد کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات تو اپنی بارگاہ میں اپنے محبوب بندوں کے صدقے قبول فرما۔

اب شکریہ کا گلدستہ لیے کھڑا ہوں حضور امین شریعت عمدۃ المحققین مفتی محمد اسرائیل رضوی برکاتی صاحب قبلہ معروف بہ حضور فخرنیپال شیخ الحدیث دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین، علی پٹی شریف اور قاضیِ نیپال فقیہ النفس مفتی محمد عثمان رضوی قادری صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ برکاتیہ، جنک پور کی مقدس بارگاہوں میں، جن میں سے اول الذکر نے نقاہت اور طبیعت کی ناسازی کے باوصف راقم کی عرضی پر ایک قیمتی تقریظ رقم فرمائی اور موخر الذکر نے اپنی مصروف ترین زندگی سے وقت نکال کر راقم کی کتاب پر بعجلت ایک مختصر ہی صحیح لیکن قیمتی تقریظ تحریر فرمائی جس سے کتاب کی اہمیت دوبالا ہوئی۔

ان بزرگوں کی بارگاہ سے ہوتے ہوئے راقم حاضر ہے چشم و چراغ خانقاہِ رفاعیہ بڑودہ، مجاہد سلسلہ رفاعیہ مولانا سید حسام الدین رفاعی صاحب قبلہ کے دیارِ محبت میں۔ جن کی خواہش پر راقم نے " النظام الخاص لاہل الاختصاص " کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ساتھ ہی ساتھ فخر ملت فاؤنڈیشن کا بھی سراپا سپاس ہوں کہ فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے کتاب طباعت کے زیور سے آراستہ ہو رہی ہے۔

ہر مرتبہ کی طرح اس مرتبہ بھی راقم اپنے برادر عزیز حضرت مولانا محمد اظہار النبی حسینی مصباحی ابو العلائی کا ذکر ضروری سمجھتا ہے کہ موصوف نے الجامعۃ الاشرفیہ جیسے مرکز علم و فن میں تدریسی و دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ وقت نکال کر کتاب کی پروف ریڈنگ کی

احسان و سپاس شناسی کے بعد اب ایک نظر کتاب پر بھی ہو جائے کہ اس کتاب میں کیا ہے اور کیا کیا گیا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ آسان زبان میں ہو تاکہ عام اردو داں اور خواں بھی آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکے۔

(۲) جا بجا موقع کے لحاظ سے سرخی لگا دی گئی ہے

(۳) قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کی تخریج کر دی گئی ہے۔

(۴) ابتدا میں صاحب کتاب امام سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر حالات بھی تحریر کر دی گئی ہیں تاکہ کتاب سے استفادہ سے قبل صاحب کتاب کی عظمت و رفعت اور فضل و شرف بھی پیش نظر رہے۔

(۵) اخیر میں کتاب میں شامل تمام آیات کی ایک فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ مکمل کتاب میں مصنف علیہ الرحمہ نے کتنی آیات مبارکہ سے قارئین کو مستفید کیا ہے۔

(٦) اسی نیک مقصد کے تحت کتاب میں موجود تمام احادیث مبارکہ کی بھی ایک فہرست ضم کر دی گئی ہے۔

اب چلتے چلتے راقم قارئین کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہے اس عریضہ کے ساتھ کہ راقم نے کوشش یہی کی ہے کہ کتاب میں کمی نہ رہے یا کم سے کم رہے۔ اس لیے ترجمہ نگاری اور اس کتاب میں کیے گئے کام میں جو بھی خوبیاں آپ کے ذوقِ سلیم کو محظوظ کریں ان کو بزرگوں کی دعاوں کا ثمرہ سمجھیں اور اگر بتقاضائے انسانیت کہیں کوئی خامی نظر آئے تو اپنی اخلاقی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ کبھی دوبارہ اس کی اشاعت ہو تو اس میں درست کر دیا جائے۔

گدائے ابوالعلائی

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

**الحمد للّٰه تمجیداََ لذاته المستحقة الحمد، والصلاة والسلام علی نبیه ورسوله الکریم محمد، صاحب لواء الحمد، وعلی آله وأصحابه الثابتین علی العهد، والموفین بالوعد، أما بعد :**

**********************

سردارو! حادثات کا ذرہ ذرہ خالق کی سلطنت کے زیرِ حکم ہے اور ان ہی سے عالم انسانی بھی ہے لہٰذا عالم انسانی بھی اسی سلطنت ربانی کے زیرِ حکم اور قبضہ وقدرت کے ماتحت ہے۔ نیز عالم انسانی کا ہر فرد اللہ تعالیٰ کا بندہ اور غلام ہے ۔ اس کا ہر فرد غیر اللہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آزاد ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مملوکیت اور غلامی میں سب لوگ یکساں ہیں۔ البتہ جب بندے کا تعلق اپنے آقا سے استوار ہو جاتا ہے تو وہ بنی نوع انسانی میں اپنے ساتھیوں سے مقام عبدیت میں رفعت وبلندی کو پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ جب اسے بارگاہِ الٰہی سے خاص تعلق حاصل ہوجاتا ہے تو اس تعلق کی بنیاد پر دوسروں پر اسے سیادت حاصل ہوجاتی ہے؛ اس کی یہ سرداری اسی تعلق کی بنا پر ہو گی بذات خود نہیں۔اس کی سیادت کا دائرہ اسی تعلق کے مطابق وسیع ہو گا جو اسے بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہے۔

حضور ﷺ کا تعلق بارگاہ الٰہی سے دیگر انبیاے کرام سے زیادہ ہے: انبیاے کرام میں رسولان عظام رتبے میں زیادہ بلند ہیں اور ان کی ریاست زیادہ وسیع ہے ۔ اور ان رسولان عظام میں رسولانِ اولو العزم زیادہ رفعت وعظمت والے ہیں اور ان کی سلطنت عام تر ہے۔

اور ان اولو العزم رسولوں کے سردار ہمارے نبیِ رحیم وکریم ﷺ ہیں ، سو آپ ﷺ اولو العزم رسولوں میں زیادہ عظیم المرتبت ہیں ، آپ کی دعوت سب سے زیادہ عام ، آپ کا دائرہ سب سے زیادہ وسیع ، آپ کا حکم سب سے زیادہ تام ، آپ کی حجت سب سے زیادہ بلیغ

سے تعلق کے سبب ہے جو آپ ﷺ کو اپنے ہم منصب دیگر انبیاے کرام اور رسولانِ عظام علیہم السلام کے مقابلے میں حاصل ہے۔

**تبلیغ دینِ متین کا فریضہ انجام دینے والے:** اسی بنیاد پر (میں کہتا ہوں:) انسانی دنیا میں جو حکم نافذ، باقی اور مستحکم ہے وہ حکم الٰہی ہے۔ اور حکمِ الٰہی سے اس کو انجام دینے والے انبیاے کرام و مرسلین عظام ہیں اور ان کی طرف سے معرفت الٰہی سے سرشار عارف باللہ دینِ اسلام کے حکما انبیاے کرام کے وارث ہیں[1] اور ہر دور اور زمانے میں اس کی باگ ڈور نائبین بنوت کے سپرد ہوتی ہے۔ اسی (امر الٰہی) کے سبب وہ (اعداے دین پر) حملہ آور ہوتے ہیں، (بلادِ الٰہی کا) گشت کرتے ہیں، (مخلوق کی) خدمت کرتے ہیں، (اچھی) گفتگو کرتے ہیں، ان کے سامنے بڑے بڑے لوگ جھک جاتے ہیں اور کامل حقیقی نیابت کے سبب ان کی ریاست عام ہوتی ہے۔ اور ان کے بعد وہ حضرات ہیں جو ایسے ارباب بصیرت ہیں جن کو نبوت کی کیفیت، مخلوق کی حقیقت اور خالق کے حکم (سے واقفیت) حاصل ہے۔ اس لیے انہیں بھی (اپنے درجہ کے لحاظ سے) اپنے سے کمتر بھائیوں پر ریاست حاصل ہوتی ہے کہ وہ اِنہیں (احکامِ الٰہی اور فرامین رسول ﷺ) سکھائیں، اور انہیں (ظاہری و باطنی نجاستوں سے) پاک کریں، انہیں سکھاتے وقت ان پر نرمی کریں، انہیں اخلاق و آداب سے آراستہ کرتے وقت سختی کریں، انہیں مقام علم و فہم کی طرف لائیں تاکہ انہیں جہالت کے گڑھے اور پستی کے بھول بھلیا سے بچائیں اور (اس لیے) تاکہ تاریکی سے روشنی کی طرف لائیں یعنی کمینگیِ طبع، پست ہمتی، کوتاہ نظری اور کمزور مقاصد کی تاریکیوں سے شرافت طبع، بلند ہمتی، وسیع النظری اور عظیم مقاصد کی طرف نکال لائیں کہ ان کی کجی دور ہو جائے، ان کی پشت کا ٹیڑھا پن ختم ہو جائے، ان کی بزدلی کی بے رونقی ختم ہو جائے اور ان کی ذلت کا غلبہ مٹ جائے۔

---

(۱) جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (سنن ابوداود،

وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

**انسان میں افضلیت کا معیار معرفتِ الٰہی ہے:** اے حجاب والے! تم یہ مت سمجھو کہ تمھارے درہم، وقت، نیک بختی، شان اور حاصل شدہ حکومت کی وجہ سے تمھاری طرح دوسرے انسان تمھارے غلام ہیں۔ وہ اس غلامی سے بلند ہیں اور تم اس کے نیچے۔

جو شخص جسمانی ترکیب میں تمھارے برابر ہے یا شکل و صورت میں تمھارے ہم مثل ہے تو جنسیت میں تمھارا بھائی ہے، آدمیت میں تمھارا شریک ہے؛ نہ وہ تمھارا غلام ہے اور نہ تم اس کے مالک ہو۔ اور جو شخص ترکیب جسمانی میں تم سے الگ ہے تو وہ اپنی جنس سے ملا ہوا ہے عام ازیں کہ وہ حقیر ہو یا عظیم اور تم اپنی جنس سے ملے ہوئے ہو۔ سو تم اپنی حد کو پہچانو اور تنہا مت رہو (کیوں کہ) تمھاری ضرورت تمہیں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ ملے رہنے اور اس کے ساتھ مانوس ہونے کو لازم و ضروری قرار دیتی ہے اور تمھاری طبیعت پر ہر قسم کی چیزوں کے ساتھ باادب رہنے کا فیصلہ کرتی ہے خواہ وہ جاندار ہوں یا غیر جاندار، ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور علوی (آسمانی مخلوق) ہوں یا سفلی (زمینی مخلوق)۔

اس لیے تم اپنی سوچ و فکر کو معرفتِ الٰہی پر جما دو تاکہ اپنے ہم جنسوں کے مابین رتبۂ آدمیت میں بلند ہو جاؤ اور اپنی ذات کو پاک و صاف کر سکو۔ کم فہم، تنگ نظر اور پست ہمت نہ بنو، (نیز) اپنے رب کے حکم کو دیکھو، اپنی روح کے ساتھ چلو اور اپنی ہمت کو مملکتِ الٰہیہ میں چلاؤ اور اپنے رب کی مخلوقات سے عبرت حاصل کرو:

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۞ (۲)

ترجمہ کنزالایمان: تو عبرت لو اے نگاہ والو

**راہِ حق کے سلسلے میں قیمتی نصیحتیں:** حکمِ الٰہی (کی مخالفت نے) قوموں کو غلام بنا دیا، اگر امرِ خداوندی (کا خلاف) انہیں غلام نہیں بناتا تو وہ آزاد ہوتے (لیکن) قوموں نے حکمِ الٰہی کی

---

(۱) پارہ: ۲۸، سورۃ المنٰفقون، آیت: ۸

مخالفت کی تو اس نے انہیں غلامی کے گڑھے میں ڈال دیا، ان کی نافرمانی نے انہیں غلامی کا طوق پہنا دیا اور ان کی سرکشی نے انہیں ذلت و خواری (کے قعرِ عمیق) میں ڈال دیا۔ اس لیے (قوموں کی ان حالات سے سبق حاصل کرتے ہوئے) تم بلند ہمتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی راہ اختیار کرو اور غیر اللہ سے بے فکر و بے خوف ہو کر اللہ کی بارگاہ میں آجاؤ۔

(اگر بارگاہ خداوندی میں حاضر نہ ہو سکو تو یہ) مت کہو کہ تقدیر الٰہی نے مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آنے سے روک دیا ہے (تمھارے ذہن و فکر میں بھی یہ خیال آیا تو) یہ تمھاری بے کاری، تمھارے عزم و ارادہ کی پستی اور تمھاری بے ہمتی سے ہے۔

**اپنی کامیابی پرکھنے کا طریقہ:** (سنو!) قضا و قدر کو ایک صف میں رکھ کر اپنا دل، اپنا یقین اور اپنا اعتقاد اس کے ساتھ کر دو اور عقل و تدبیر کو دوسری صف میں رکھ کر اپنی سوچ و فکر، اپنی ہوشیاری و دور اندیشی اور خداے تعالیٰ سے اپنی امید اور اپنے بھروسہ کو اس کے ساتھ کر دو۔ اس کے بعد دونوں صفوں کے درمیان عملی جنگ قائم کر کے خود عقل و تدبیر کی صف میں کھڑے ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ سے خوش اعتقادی اور سچے اعتماد سے موید ہے۔ پھر (دیکھو) اگر اس جنگ کا غبار تمھارے کام میں تمھارے غلبہ سے چھَٹ جائے تو (سمجھ لو کہ) اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ تمھاری امیدوں، تمھارے حسنِ ظن اور تمھارے سچے اعتماد و بھروسہ کی شاخیں ثمر بار ہو گئیں اور تم اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہو گئے۔ اور اگر اس جنگ کا غبار تمھاری حالت میں تمھاری مغلوبیت سے ہٹا تو (سمجھ لو کہ) تمھارے لیے تقدیر کا پردہ ہٹ گیا اور تم اس وقت معذور ہو گے، تمھاری کوشش قابل قدر ہو گی اور تمھارا کردار و عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کی بارگاہ میں مقبول ہو گا۔

**عقل اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے:** اللہ اللہ! اے صاحب عقل! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تبارک و تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہو، تم اس ذات کی بارگاہ میں عظیم ہو جس نے تمہیں پیدا فرمایا (لیکن) اسی وقت جب کہ تم اپنی خودی کی تعظیم و توقیر کرو گے اور اس کی

تمھارے پروردگار نے تمہیں عقل سے امتیاز بخشا اور عقل ہی سے تمھارے زیر سایہ رہنے والی تمام چیزوں پر تمھارا مرتبہ بلند فرمایا۔ اس (رب تعالیٰ) نے تمہیں زبان دی جو سامعین کے سامنے حکمت کے موتی بکھیرتی ہے، ان کے دلوں کو گرویدہ بنالیتی ہے، ان کی عقلوں کو حیرت و تعجب میں ڈال دیتی ہے، ان کی ہمتیں باندھ دیتی ہے، انہیں اپنی حدود میں لا کھڑا کرتی ہے اور انہیں نیت و ارادہ کے میدان میں جمع کرتی ہے اس لیے اُس کلام کی بزرگی کو چھوٹا اور اس کلام کے مرتبہ کو بے کار نہ سمجھو جو ان تمام مراتب میں سب سے اعلیٰ ہے جو عالم علوی سے عالم دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں۔

**راہِ خدا میں کلام اور اس کی اثر آفرینی:** یہ (أ. ب. ت. ث. ج. ح. خ. د. ذ. ر.ز.س.ش.ص.ض.ط.ظ.ع.غ.ف.ق.ك.ل. م. ن. و. ه. ی.) حروف تہجی ہیں جو کلام کی لڑی کو جوڑنے والے اور حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب ہیں۔ کلام اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے جس کے ذریعہ (دلوں کو) جوڑتا اور جدا کرتا ہے، اسی سے دشمنی اور محبت پیدا فرماتا ہے، اسی سے عجائبات کا صدور فرماتا ہے اور اسی سے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے، اسی سے اسرار جوڑے جاتے ہیں، اسی کے سبب دل نرم ہوتے ہیں، اسی سے الفت و محبت کا حصول ہوتا ہے، اسی سے جماعت کی مخالفت ہوتی ہے، اسی کے سبب فتنوں کے سیلاب رواں ہوتے ہے اور اس کا سیل رواں آزمائشوں اور پریشانیوں کے خس و خاشاک بہا لے جاتا ہے، کلام کی پُر جوش روش سے ہمتیں ہشاش بشاش ہوتی ہیں، اس کے بلند عزائم سے بارگاہِ قربِ (الٰہی) تک رسائی (ممکن) ہوتی ہے، اس کی کشش سے دل کے باغیچوں میں نعمتِ الٰہیہ کی بارش ہوتی ہے اور اس کے پیچھے سونتی ہوئی تلوار ہے جو کلام کی تہ میں پوشیدہ ہے پہلے پہل کلام (منہ سے) نکلتا ہے پھر اس کی تلوار نکلتی ہے۔ لہٰذا کلام تلوار کے اجزا اور عناصر میں سے ہے جس سے اس کی ترکیب ہوتی ہے۔

ایک بات کافر و زندیق کہتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ حقیقی مومن کی صف میں کھڑا ہوجاتا ہے اور ایک بات سچا مومن کہتا ہے لیکن اس کے سبب وہ کافر و منکر کی صف میں کھڑا

(اس لیے) اے عقل مند! اپنے پروردگار کے نام پر بیعت اور اپنے نبی پاک ﷺ کے راستے پر (چلنے کا) عہد و پیمان کرکے بارگاہ باری تعالیٰ کی صدر مجلس میں بیٹھ جاؤ۔ یہ ایک کلمہ ہی ہے جسے تم کہہ کر اس پر جمے رہے تو تم ان لوگوں میں شامل ہو گئے (جن کی شان میں قرآن پاک گویا ہے):

”وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ“(۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔

وہ کلام جس سے تمھاری زبان گویا ہوتی ہے اور جسے مرکب کر کے تم اپنے منہ سے ادا کرتے ہو وہ تمھارے دل کا آئینہ، تمارے باطن کا خزانہ، تمھاری ذاتی خوبیوں کا مجموعہ، تمھارے باطنی کمالات کا مادہ اور تمھاری مکمل ذات کو ایک لڑی میں پرونے والا ہے جب تم نے اپنے منہ سے کلام کو ادا کر لیا تو (گویا) تم نے اپنی ذات کو اس کے سانچے میں ڈھال لیا کیوں کہ وہ کلام تم سے (سن کر) لکھ لیا گیا (نہیں) بلکہ تمہیں ہی صفحات میں لکھ دیا گیا، (نیز تمھارا کلام) تم سے نقل کر لیا گیا (نہیں) بلکہ سماعتوں تک منتقل ہو گیا، تمہیں زبانوں اور صحیفوں میں چکر لگوایا، مجالس دفاتر میں ٹھہرا دیا اور آنکھوں اور دلوں میں ثابت کر دیا۔

تم شریف الکلام، شریف الہمت اور صاحب حکمت بنو اور حکمت کے نقاب کو وہم کے سبب الگ مت کرو اور فلاسفہ جیسا کام نہ کرو جنھوں نے حکمت کو اس کی بزرگی سے جدا کر دیا اور حکمت کو فلسفہ کا نام دے کر اسے غیر حکمت کا جوڑا پہنا دیا۔

**فلسفہ کی مذمت:** ہاں سنو! تم حکیم بنو اور حکمت سے لبریز کلام کرو اور خود کو فلاسفہ سے دور رکھو؛ کیوں کہ فلسفہ ہی سے وہم کی راہیں وا ہوتی ہیں جو غلط راستے تک لے جاتی ہیں اور اسی سے فکر و خیال کے نکات مقاصد کی حقیقت کی تلاش کے لیے تنفیذ و تطرق کے میدان میں پہنچنے لگتے ہیں جس کا ادراک عقل نہیں کر سکتی اور فلسفی کی رائے کا قصد اچھی بات ہے لیکن (ساتھ ہی) سامع کے لیے فلسفی متکلّم کے نفس کلام کو کلمۂ حق کے ذریعہ باطل اور ممتاز کر

دے لہٰذا ( یہ جو کہا گیا کہ فلسفی کی رائے کا قصد اچھی بات ہے وہ ) اس نیت کے ساتھ قصد کرے کہ (اس کی رائے ) حکمت سے خالی ہے نیز جس فلسفی کے ساتھ حسن ظن ہو تو حسن ظن کا حق ادا کرتے ہوئے اس کے کلام کو باطل کلام سے پاک و صاف کر دے ؛ کیوں کہ ( بسا اوقات )حسنِ ظن صاحبِ حسنِ ظن کو اس کی بیہودگی سے جوڑ دیتا ہے۔

**حکمت کی ترغیب :** اے کاش !فلسفی اپنے باطل افکار و نظریات کو مٹا کر حکمت کو لازم پکڑ تا پھر اس کے لیے کھڑا ہوتا، اسے بیان کرتا اور لوگوں کو نفع پہنچاتا۔

اور اے کاش ! جو شخص فلسفی سے حسن ظن رکھتا ہے وہ فلسفی کے باطل نظریات کو مٹا کر حکمت کی رسی تھام لیتا اور فلسفی کے جھوٹ اور بے کار باتوں سے اپنے صحیفۂ دل کو دھو کر حکما کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیتا تو خود بھی ان حکما سے نفع اندوز ہوتا اور لوگوں کو بھی اس کے علوم سے نفع پہنچاتا۔

**دینِ اسلام کا فروغ فاسق و فاجر سے :** عجائبات قدرت سے ہے کہ ایک شخص بذات خود تو فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے (لیکن ) حکمت کے اسرار و رموز یاد کرتا ہے ، پھر اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے دین کو استحکام و تقویت بخشتا ہے اور اپنی افواج کو غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چناں چہ اللہ کے رسول ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر ارشاد فرمایا:

**” يَا بِلَالُ، قُمْ فَأَذِّنْ: لاَ يَدْخُلُ الجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الفَاجِرِ “.**(۱)

ترجمہ: بلال ! کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی جائے گا اور اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر شخص سے بھی (اپنے ) دین کو تقویت بخشتا ہے۔

عقل مند گھر کے ٹاٹ سے کیا کرے گا یعنی ان لوگوں سے جن کی رگیں ( شرف و بزرگی کے ) دعویٰ سے پھولی ہوئی ہیں حالاں کہ دین میں ان کی کوئی پہچان بھی نہیں ؟

صحابیِ رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صلح حدیبیہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ نے ہم سے فرمایا:

"أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ"[۱]

ترجمہ: تم زمین والوں میں سب سے افضل ہو (حضرت جابر فرماتے ہیں) جب کہ ہم چودہ سو تھے۔ اور اگر میں بینا ہوتا تو میں تمہیں درخت کی جگہ دکھاتا۔

وہ درخت مراد ہے جس کے نیچے اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت فرمائی اور یہی مراد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہے:

"لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ"۔[۲]

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے۔

اے صاحب عقل بھائی! ذرا غور و فکر سے کام لو کہ تمام روئے زمین کو چھوڑ کر صرف ان چودہ سو اشخاص کے لیے افضلیت کیوں کر ثابت ہوئی؟ (تو سنو) صرف اور صرف اس لیے کہ وہ کلمہ حق کی سربلندی اور دین الٰہی کے غلبہ کے لیے اپنے جان و مال کے ساتھ آگے نکل پڑے اور اسی پر رسول اللہ ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی۔

**شریف و خسیس انسان میں فرق:** کیا دین صرف سچی بات اور بلند ہمتی کے سوا کچھ دوسری چیز ہے؟ نیک اور شریف آدمی کی ہمت اچھی باتوں کی طرف مائل ہوتی ہے جب کہ فریبی اور بے کار شخص بے کار باتوں کا قصد کرتا ہے اور شبہ میں مبتلا شخص شبہ کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور نیک شخص ہمیشہ بھلا سوچتا رہتا ہے اور اس کی ہمت اسے بلندی ہی کی طرف لے جاتی ہے اور بلند ہمتی تو ایمان کا حصہ ہے۔ اور کمینہ اور خسیس شخص اپنی ہمت بلند کرنا بھی چاہتا ہے تو اس کا نفس اس پر غالب آجاتا ہے اور اپنی ہمت کو علیحدہ کر کے بلند ہونا چاہتا ہے تو اپنی طبیعت کی کمزوری کے سبب پستی کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر وہ اپنی ہلاکت کے سبب اپنے خیالی آئینہ میں یہ دیکھتا ہے کہ اس کا نفس ہمت سے علیحدگی کے باوجود بھی بلندی

(۱) بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیہ، حدیث: ۴۱۵۴، دار ابن کثیر، بیروت

حاصل کرلے گا۔ اس کی ماں اس کو روئے! کیا بے حیائی اور بردباری میں فرق نہیں ہے؟ کیا تاریکی اور روشنی میں یکسانیت ہو سکتی ہے؟

**اہل معرفت کا مرتبہ:** معرفت الٰہی سے سرشار ہونے والے اور نور الٰہی سے حکمت سے شاد کام ہونے والے کی ہمت عرش سے بھی بلند وبالا ہے۔ اے گرفتارِ دعویٰ! اپنی ہمت کے درجہ کو سامنے لاؤ اور اہل ہمت کے مراتب سے اس کا مقابلہ کر کے خود فیصلہ کرو اگر تم مومن ہو اور اگر تم سچے ہو۔

**حکمت اور حکما کا رتبہ:** اور حکمت کی چکی میں تکبر و غرور کے جَو پیس ڈالو تا کہ وہ آٹا بن کر تم سے جھڑ جائے اور ہوا میں اڑ جائے۔ پھر ان حکما کی کھیتی سے اپنی ذات کے لیے صاف ستھرا گیہوں تلاش کر جو اسلاف کا نمونہ اور نبیِ ہدایت ﷺ کے وارث ہیں۔

نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واشرف السلام نے فرمایا:

"يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنْ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ"۔ (۱)

ترجمہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کرے گی تو پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا (خوش نصیب) شخص ہے جو نبی کریم ﷺ کی صحبت سے مستفید ہوا ہے؟ تو جواب ملے گا: ہاں! تو اس جماعت کو فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا تو پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا (خوش نصیب) شخص ہے جو نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہے؟ تو جواب ملے گا: ہاں! سو اس جماعت کو فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا تو سوال ہوگا: کیا تم کوئی ایسا (خوش نصیب ہے) جو نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام کی صحبت سے فیض یافتہ حضرات کی صحبت سے شرف یاب ہوا ہے؟ جواب ہوگا: ہاں! تو

اس جماعت کو فتح دی جائے گی۔

**احیاے سنت و تبلیغ حکمت کامرانی کی ضمانت:** یہ زبردست غلبہ وراثتِ محمدیہ کی اصل ہے، سنتِ محمدی باقی ہے اور حکمتِ محمدی دائمی ہے۔ اس لیے اے معزز بھائی! تم سنت نبوی ﷺ کی غنیمت سے محروم نہ رہنا اور حکمتِ نبوی ﷺ کے دسترخوان سے اپنے ذہن و فکر اور ہمت و حوصلہ کو نہ روکنا؛ کیوں کہ اگر تم نے آپ ﷺ کی کسی ایک سنت کو بھی زندہ کیا اور آپ ﷺ کی کسی ایک حکمت کو بھی پھیلایا تو تمھارے لیے کامیابی و کامرانی اور دائمی خوش خبری ہے؛ اس لیے کہ (اب) تم نبی پاک ﷺ کی اس (پسندیدہ) جماعت میں شامل اور اس شمار میں داخل ہو جاؤ گے جو روے زمین کے تمام لوگوں سے بہتر ہیں نیز تم کل (بروزِ قیامت) آپ ﷺ کے ساتھ ہو گے۔ چناں چہ آپ ﷺ اپنی ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

"رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا"۔ (۱)

ترجمہ: راہِ خدا میں سرحد پر ایک دن پہرا دینا دنیا اور اس کی چیزوں سے بہتر ہے۔

(لہٰذا) تم بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال، اپنی جان، اپنے علم، اپنے عمل، اپنی حکمت اور اپنی ہمت کے ساتھ سرحدِ اسلام کی حفاظت کرو۔

**ساداتِ کرام کی فضیلت اور خصوصیات:** شریف وہ ہے جو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہو اور شریعت مطہرہ نے ان کی بلندیِ ہمت کو ظاہر کرنے کے لیے انھیں مالِ صدقہ کھانے سے روک دیا ہے۔ چناں چہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے پیارے نواسوں میں سے ایک سے فرمایا:

"أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ"۔ (۲)

ترجمہ: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آل محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔

اور مقربینِ بارگاہِ الٰہی آل محمد ﷺ کی سیرت پر عمل کرتے اور انھیں کے مطابق عمل

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الجہاد والسیر، باب رباط یوم فی سبیل اللہ الخ، حدیث: ۲۸۹۲، دار ابن کثیر، بیروت

پر لوگوں کو برانگیختہ کرتے ہیں، ان کی ہمتیں بے کاری اور سستی سے بلند و بالا ہوتی ہیں اور ان کی خودداری، متحرک غیرت اور مروت محمدی انہیں دنیاوی غبار کو چاک کرنے اور عالم وجود کے سخت میدان میں داخل ہونے پر مہمیز کرتی ہے اور (ان کی طرف سے) یہ تمام باتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور مستحکم حکمتوں اور روشن ہمتوں کے ذریعہ مملکتِ الٰہی میں کلمۂ الٰہی کی سربلندی کے لیے ہوتی ہیں جو دنیاوی و اخروی دونوں معاملات کے جامع ہیں۔

**اہل اللہ کی حالت:** یہی حال توفیق الٰہی سے سرشار، قربِ الٰہی سے سرفراز اور محبتِ الٰہی میں سرمست ہونے والے حضرات کا ہے اور یہی حضرات فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقبول دوست ہیں:

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾"۔ (۱)

ترجمہ: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

**اللہ تعالیٰ نے امام رفاعی سے عہد لیا:** بندۂ ناچیز احمد سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ تم لغو کاموں میں نہ پڑو۔ سنو! جس کی ہمت اللہ تعالیٰ کے واسطے بلند ہوتی ہے اس کا مرتبہ بھی بارگاہ خداوندی میں بلند ہوتا ہے اور جو اپنے (دنیاوی) مقصد کے ساتھ رہا اسے اپنی بیماری سے عافیت نصیب نہ ہوئی اور جو شخص قسم قسم کے حادثات و مصائب پر ان سے صرف نظر کرتے ہوئے ان (مصائب) کے موجد (حقیقی اللہ تعالیٰ) سے خوش ہو کر غالب نہ ہوا تو وہ شخص حلاوت ایمان اور شراب ہمت کی لذت سے محروم رہا۔

میرا تجھے بلند ہمتی پر برانگیختہ کرنا اس غلطی میں مبتلا نہ کر دے کہ تم کمزوروں اور غریبوں کی حالت اور ان کے پیشوں، صنعتوں اور ان کے عادات و معاشی معاملات سے بے خبر رہو؛ کیوں کہ ان باتوں کا علم، ان پر عمل، ان تمام پر یقین، ان کی حقیقت سے واقفیت اور شریعت کی روشنی میں بے انتہا ترقی حاصل کرنا ہی بلندیٔ ہمت اور اسرار نبوت کی تلوار ہے۔

**انبیاے کرام کا بکریاں چرانے کی حکمت:** یہ تمام انبیاے عظام ہیں جنھوں نے بکریاں

چرائیں انہیں میں سے ہمارے نبی محترم سید العرب والعجم بھی ہیں۔ (۱) (یہ اس لیے کیا) تاکہ امتوں کے عادات واطوار اور ان کی جماعتوں کے حالات سے باخبر اور تمام دنیا کی سیاست پر قادر اور نرمی و آسانی اور اس کے اسباب کے تجربہ کار ہو جائیں یہاں تک کہ بے زبان حیوانات کے احوال سے بھی واقف ہو جائیں اور (اس لیے) تاکہ ہر ایک مخلوق خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ، روبرو ہو یا پس پشت سب کے حق میں عام نرمی کے ساتھ ہمت کے پردہ کو بلند کریں تاکہ یہ انبیاے کرام کے سردار و سرکار اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحمتِ عامہ، بحرِ فیاض اور چشمۂ شیریں وخوشگوار بن کر مملکت الٰہی کو سیراب فرمائیں۔

یہی ان وارثینِ انبیاے کرام کا طریقہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فتح سے نوازا، رسولانِ عظام کی رسی سے جوڑ دیا، انہیں انبیاے کرام کا نائب بنایا، انہیں انبیاے کرام کے معاملہ کا جامع کر دیا اور انہیں رسولوں کے ہار کے درِ یتیم اور بارگاہِ رب العالمین میں سب سے معزز و مکرم ہمارے سردار نبی امین حضرت محمد ﷺ کے اخلاق سے آراستہ فرما دیا۔ (آپ ﷺ اور تمام انبیاے کرام پر مہربان و مددگار بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کا درود نازل ہو۔)

(مذکورہ بالا فضائل سے شرف یاب ہونے کے بعد) اِس وقت وارثین انبیاے کرام ان باتوں کی وضاحت پر قادر ہوتے ہیں جو دنیا و آخرت کے معاملات میں مخلوق کے لیے لازم و ضروری ہیں اور وہ اس بارش کی طرح ہو جاتے ہیں کہ جہاں بھی جاتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست ہے، وہی مرجع اختیار ہے اور اسی کی جانب سے امداد و اعانت ہے۔ اللہ ہی ہم کو کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

**عقل کی شرافت:** عقل کی بزرگی عدل و انصاف سے ہے ورنہ عقل شکست خوردہ ہوگی خواہشاتِ نفسانی کی جو نفس اس کے روبرو پیش کرے گی۔ اور سمجھ بوجھ کی بزرگی یقین سے ہے ورنہ خود رائی کا محتاج و غلام ہوگی۔ بے کار حرص و طمع اور فضول امید و آرزو غلبہ پانے والی

---

(۱) جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ. فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى

حدودِ الٰہی ہیں اور جس شخص کو اس کے باطل کاموں نے اپنے قبضہ میں کر لیا اس نے حدودِ الٰہی کو پار کر لیا (اور جس نے ایسا کیا) تو وہ غدار ہے۔ اور ان تمام جھوٹے آرزوؤں کی جڑ وہ وسوسے ہیں جو ذہن و فکر کو ان لذتوں کی طرف کھینچ لاتے ہیں جن سے نفس کو خوشی اور شہوت کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہمت بے بس ہو جاتی ہے تو اس وقت وہ فکر و نظر اور عزم و ارادہ کو کھینچ کر دنیاوی اغراض کے سخت میدانوں میں داخل کر دیتا ہے۔

اگر کوئی عزمِ مصمم والا آسمان کے دروازے پر دستک دے لیکن اس کے پاس معرفتِ الٰہی کی کوئی نشانی نہ ہو جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر جمع کر سکے اور وہ لوگوں کو دین و دنیا میں نفع پہنچا سکے تو اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔

**حقیقی عاشق کون ؟:** جس شخص کو غیرت نہ آئے اور اسے یہ بات ناپسند نہ ہو کہ اس کے محبوب کی برائی اس کی سماعت تک پہنچتی رہے تو وہ (سچا) محب (یعنی محبت کرنے والا) نہیں اور جس دوست کو اپنے دوست کے لیے غیرت نہ آئے یہاں تک کہ اسے یہ بات ناگوار نہ ہو کہ اس کے دوست کی مذمت اس کی سماعت سے ٹکراتی ہے تو وہ (سچا) دوست نہیں۔

**اہل اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت :** دلیری بندہ کو بزرگی کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیتی ہے جب کہ اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے لیے جوشِ غیرت پر ہو اور استقامت ایسی صفت ہے جو ہر عظیم شخص کی چادر میں ہی جگہ پاتی ہے اور عارف کامل دنیا کو حقیر سمجھتا ہے اس لیے وہ دنیا کو اپنے جوتے کے تسمہ سے بھی کمتر جانتا ہے اور (لیکن) وہ (دنیاوی) چیزوں کی اس کے صانع کی وجہ سے قدر کرتا ہے اس لیے وہ کسی چیز کو اس کی اصل کی طرف نظر کرتے ہوئے بے کار نہیں سمجھتا۔

اے حکیم ! آؤ اور دونوں باتوں کو جمع کرو جب تو تم عظیم شخص ہو اور اپنے علم کی نظر سے اپنے امانت دار نبی ﷺ ، ان کے پاکیزہ آل ، رہنمائی فرمانے والے مقبول صحابہ کرام کی سیرت کا مطالعہ کرو جنہوں نے بہت سارے ممالک فتح کیے ، بندگانِ خدا کی حفاظت فرمائی ،

حکمت کو مضبوط کیا اس کے باوجود وہ حضرات دنیا اور سامان دنیا سے سب سے زیادہ کنارہ کش اور دنیا اور حاجت دنیا سے سب سے زیادہ دور رہے۔

عمل اور (بارگاہ خدا میں) سر خمیدگی کی دونوں دیواروں کے درمیان چلو اور اپنے عالمِ فرق (یعنی عالم فنا) کے ساتھ عالمِ جمع (یعنی عالم بقا) کی طرف کوچ کرو اور اپنے حدوث کو اپنے رب تعالیٰ کے قدوم کے ساتھ جمع نہ کرو؛ اس لیے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم گمراہوں (کی جماعت) میں داخل ہو جاؤ گے۔

اپنے علم اور حکم خداوندی، اپنے عمل اور خوشنودئ مولیٰ، اپنی طلب اور کرم ربانی کے درمیان فرق ملحوظ رکھتے ہوئے جمع کرو تو اس وقت تم نیکوں میں ہو جاؤ گے۔

تم اپنی حالت کی فرش پر جمے نہ رہو کہ تم ایک حالت سے بہتر حالت کی طرف بڑھ نہ سکو؛ اس لیے کہ جس کے دو دن یکساں ہوں وہ شخص گھاٹے میں ہے! کیا ہی اچھا ہے سیر فی اللہ (یعنی اللہ ہی کے لیے سفر کرنا) اور سیر الی اللہ (یعنی اللہ ہی کی طرف سفر کرنا)۔ ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

**حصولِ علم کی کوئی حد نہیں:** اپنے وعظ و نصیحت میں حکمت کو پیش نظر رکھو: "وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ﴿۱۰۵﴾"۔ (۱)

اور دغا بازوں کی طرف سے نہ جھگڑو اور اپنے علم پر عمل کرو جب تمہیں تمھارا علم عمل کے لیے کفایت کرے اور (حصول) علم کے سلسلے میں ایک حد پر نہ رکو؛ کیوں کہ علم کی حد تمھاری عمر سے بھی بڑھ کر ہے۔ ماں کی گود سے قبر تک علم حاصل کرو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۶۷﴾ (۲) خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

**کامیابی دلانے والا علم:** بلند مراتب کے لیے اپنے دین کے ذریعہ، اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے اور اپنے رب العلمین کی مدد سے اپنی نظر بلند کرو اور اپنی نظر عزیز کو پستی کی مٹی میں ضائع نہ کرو کہ تم ہر کجاوہ میں بیٹھ رہو (کیوں) کہ یہ تو بے کاروں کی پہچان ہے۔ اور صحابہ کرام کے

---

(۱) پارہ: ۵، سورۃ النساء، آیت: ۱۰۵

(جیسے) علم حاصل کرکے آراستہ ہوجاؤ اور اہل بیت کرام کے منظم احوال سے منظم ہوجاؤ تو اس وقت تمہیں نہ کوئی حالت سرکشی میں مبتلا کرے گی اور نہ کوئی شان تمہیں بدراہ کرے گی۔

اور ان حضرات کی صف میں شامل ہوجاؤ اگرچہ مدتِ دراز گزر جائے۔ اپنی ذات کو ان حضرات کے احوال اور ان کے اخلاق سے آراستہ کرکے تم ان میں داخل ہوجاؤ گے:

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔(۱)

یعنی جس نے ہم سے خیانت کی وہ ہم سے نہیں۔

اسی طرح جو ہم سے خیانت نہ کرے وہ ہم سے ہے خواہ مدت قریب ہو یا بعید۔ یہ دونوں معاملے میں ہے اور دونوں حالت پر ہے۔

**سو شہیدوں کا ثواب:** نور محمدی کے نور کی چمک روشن ہے جو کبھی ماند نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین اور اہل زمین کا وارث نہ ہوجائے اور وہ بہترین وارث ہے۔ سو جس نے سنت نبوی ﷺ کو زندہ اور آپ ﷺ کے حکم کو سربلند کرکے اپنے آپ کو آپ ﷺ کی بارگاہ کی خدمت کا مکلف کرلیا وہ کامیاب ہوگیا اور اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ ہمارے اس قول کا مؤید رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

”مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي، فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ“۔(۲)

یعنی میری امت میں فساد کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا: ثُمَّ مَنْ ؟قَالَ: مُؤْمِنٌ فِي شَعْبٍ مِنْ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ.(۳)

(۱) مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، حدیث:۱۰۱، دار الفکر، بیروت
(۲) مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث:۱۷۶، المکتب الاسلامی، بیروت

اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون شخص سب سے افضل ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مومن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہے، اللہ تعالیٰ کا خوف کرے اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھے۔

**انسان کی تین قسم:** اے پیارے بھائی! کیا تم نے سمجھا اور جانا؟ بے شک بہترین خزانۂ ازل کی روح اور ابدی نگاہ کے نور تمھارے نبی ﷺ نے لوگوں کو تین اقسام میں منقسم فرمایا:

(۱) وہ نفع بخش شخص جو اللہ کے لیے اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرے۔

(۲) وہ شخص جو اللہ سے ڈرے اور لوگوں سے دور رہے تاکہ لوگوں کو اس سے نقصان نہ ہو۔

(۳) وہ شخص جو (مذکورہ) دونوں اشخاص میں سے نہ ہو تو وہ برباد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اس سے محفوظ فرمائے۔

صاحب جوامع الکلم ﷺ کا کلام اس تیسری قسم کو بھی شامل ہے۔ اور تینوں اشخاص میں سب سے افضل وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرے۔

**طلبِ حق کی راہیں:** توفیق والوں کی ہمتوں کے کارواں راہ خدا میں جہاد کے ذریعہ طلبِ حق کی طرف بڑھ گئے اگرچہ اس کے مختلف طریقے اور مختلف اقسام ہیں۔

ان مختلف طریقوں سے (۱) زبان سے جہاد (۲) ہاتھ سے جہاد (۳) مال سے جہاد (۴) ارادہ سے جہاد (۵) ہمت سے جہاد ہے۔ البتہ ان تمام کا مرجع اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ان سب کو شامل ہے:

"وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ"۔(۱)

یعنی اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

ہاں! ان (مجاہدین) میں سب سے افضل وہ حضرات ہیں جو تمام کے جامع ہیں۔

**کام کرتے جاؤ:** بلاشبہ اقتدار کی نظر طبیعتوں پر مختلف طریقوں سے حکومت کرتی ہے۔ (کبھی) صحیح (کبھی) غلط اور (کبھی) وہم وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے تم کام کرتے جاؤ اور غلبہ پر نظر رکھنے کا گرفتار نہ بنو کہ جب کامیابی (نظر کے) سامنے ہو تو کام انجام دو اور جب کامیابی نہ دکھے تو سست بیٹھ جاؤ؛ (کیوں کہ) اس میں توریا و دکھاوا، (جھوٹی) امید اور خوف و ہراس کی آمیزش ہے۔ (بلکہ) عزم و حوصلہ کرتے ہوئے ان سب کو اپنی ذات سے دور کر دو اور اللہ تعالیٰ سے تنہائی اختیار کرتے ہوئے ان سب کو نکال پھینکو۔

اس شخص کی ہمت کس قدر گھٹیا ہے جسے کامیابی پر نظر نے اپنے عمل کا پابند کر رکھا ہے اور کامیابی کی عدمی نے عمل سے روک رکھا ہے؟ بلند ہمتی میں کیسی آواز ہے؟ اور حادثاتِ زمانہ کے کانوں میں بلند ہمتی کا کیسا نغمہ ہے؟ اور عالمِ ظاہر و باطن میں باطنی ترقی کے مدارج اسی نورِ عقل کی نسبت سے بلند ہوتا ہے جو اسے حاصل ہوتا ہے۔

اہلِ بصیرت و بصارت ان چیزوں سے حیران و ششدرہ ہیں جو ان پردوں کے پیچھے ہیں اور یہ حیرت (ان کی) عاجزی (ظاہر کر رہی) ہے ساتھ ہی ہر عقل و شعور والے کو حکم دے رہی ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ پر) ایمان لائیں اور سلامتی کی راہ پر قائم رہیں:

”وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ“۔[1]

اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا۔

**کتاب اللہ کی عظمت و برکت:** یہ کتاب اللہ ہے جو مضبوط حجت اور دائمی معجزہ ہے جس میں ظاہر و پوشیدہ اور کلی و جزئی تمام حکمتیں ہیں جنہیں پہچاننے والے نے پہچان لیا تو اسے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی عظیم و جلیل حقیقت کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه“۔[2]

---

(۱) پارہ: ۷، سورۃ الانعام، آیت: ۹۷

یعنی بلاشبہ تم میں سب سے افضل وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک سیکھا اور سیکھایا۔

روشن نشانیاں، جامع کلام، الٰہی اسرار و رموز اور ربانی علوم وفنون اس معتدل کتاب اور قدیم کلام کے منشور میں پوشیدہ ہیں:

"اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۱﴾"۔(۱)

یعنی بے شک اس میں دھیان کی بات ہے عقل مندوں کو۔

اس (کتاب اللہ) میں اللہ تعالیٰ کے لشکر جرار، اس کے سیل رواں سمندر، اس کے سایہ فگن بادل اور کر گزرنے والی اس کی تلوریں ہیں۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡهِ ۚۛ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ٭ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو۔ وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب! تمھاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔

قدرت کے نمونے، علم کی کیفیت، حکمت کی شان اور حکم کا استحکام اس مقدس کتاب (اللہ) سے اختیار کرو جس کے گرد باطل نہیں آسکتا، نہ سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔ نیز (یہ کتاب عزیز) اس شخص پر گراں ہے جس کی طبیعت نے اسے قیدی، خواہشات نفسانی نے مغلوب اور نفس (امارہ) نے غلام بنا کر اسے اس وہم میں مبتلا کر دیا ہے کہ یہ اس کے ہم جنس سے بالاتر ہے (سنو) خود کو شیطان کے وسوسے سے بچاؤ کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دے اور

اس وہم میں نہ ڈال دے کہ تم دوسروں سے برتر ہو۔ انسانوں (پر اپنی برتری تصور کرنے) کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرو؛ کیوں کہ تمھارے رب نے انسانوں میں سب سے افضل اور برتر انسان (ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے فرمایا:

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"۔ (۱)

یعنی تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

(لیکن) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بزرگی اور افضلیت "يُوْحٰٓى اِلَيَّ" (مجھے وحی آتی ہے) کی دلیل سے مقرر فرمایا۔

**حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہمارے درمیان ہیں:** اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا، وحی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثالی ذات ہمارے درمیان اب بھی موجود ہے اور ہمارا رشتہ (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اب بھی قائم وباقی ہے جو اس وقت تک ختم اور منقطع نہیں ہو سکتا جب تک انسان رہیں گے۔

سنو! فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ (۲)

(اللہ تعالیٰ نے) جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔

**ادب اور عبرت حاصل کرو:** (سو) تم اپنی ترکیب سے ادب کا حصہ اور عبرت کا درس حاصل کرو۔ اس نے تمھیں تمھاری نوع کے ان اجزا سے مرکب فرمایا جو شروع میں منتشر تھے پھر مرکب ہو گئے، پھر تمھیں ویسا بنایا جیسا تم ابھی ہو اس لیے اپنے اجزا کی اپنے اختیار کی خباثت سے حفاظت کرو۔

**زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پیر، شکم اور ستر کی حفاظت کرو:** تم اپنے کان کو جھوٹ اور بری باتیں سننے کا راستہ نہ دو، نہ حرام چیزوں کو دیکھنے کے لیے اپنی آنکھ اٹھاؤ اور نہ اسے موقع دو کہ دنیا کی فانی چیزیں اسے بھلی لگنے لگے پھر تو وہ تمھاری طبیعت کو اس کی حسد کی طرف لے جائے گی اور تمھاری طبیعت اسے کثیر اور عظیم سمجھے گی۔

---

(۱) پارہ: ۱۶، سورۃ الکہف، آیت: ۱۱۰

اپنے پیروں کو رب کی ناراضی والے کاموں میں نہ لے جاؤ، نہ اپنی زبان سے بھلائی کے علاوہ کوئی اور بات کہو اور اپنے ہاتھوں کو ان کاموں میں بھی اپنے خالق کو چھوڑ کسی اور کی طرف دراز نہ کرو جس کا مرجع تمھارے رب کی خوشنودی ہے۔ اور اپنے شکم، اپنی پشت اور اپنے ستر کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو جو تمہیں سوال اور ذلت ورسوائی کے گڑھے میں ڈال دے۔

**ہر حال میں شکر الٰہی کرو:** خوش حالی اور بدحالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، تنگی اور کشادگی میں اسے یاد کرو، تندرستی اور بیماری میں اس کے ساتھ رہو، آرام اور تکلیف میں اس کے دروازے پر کھڑے رہو اور بیماری اور کمزوری ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے در پر پڑے رہنے سے دور نہ کرے کیوں کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں:

”مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ“۔[1]

یعنی مومن کی مثال کھیتی کی پہلی کونپل کی مثل ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اسے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

سو تم اس صفت پر خوش رہو جو تمھارے ایمان کی دلیل ہے اور اپنے رب پر ایمان رکھتے اور اس کی فرماں برداری کرتے ہوئے اپنے رب اور اس کی طرف سے آنے والی چیزوں پر فرحاں وشاداں رہو اور اپنے تمام احوال میں اس سے راضی رہو کیوں کہ عقل مند شخص تمام معاملات میں اپنی رضامندی کو اپنی ناراضی پر ترجیح دیتا ہے اور بے وقوف شخص تمام حالات میں اپنی ناراضی کو اپنی رضامندی پر ترجیح دیتا ہے۔ اسی طرح ناراض اور ناخوش دوست کی رفاقت اختیار نہیں کی جاتی اور خوش اور بردبار دوست سے دوری نہیں کی جاتی ہے۔

**نفس کی حالت:** نفس کو ان حالات سے خوشی حاصل ہوتی ہے جن سے سکون، جمعیت ِحال اور حضوریِ عزم میسر ہو اور نفس پر وہ حالت گراں گزرتی ہے جو ناراضی اور ذلت کا باعث ہو، پریشانیوں کے حوض پر اسے اتار دے اور اس کی تسکین کو پراگندہ کرنے والی ہو۔

**صبر اختیار کرو:** انسانوں سے باہم میل جول کے لیے صبر کے پیروں پر کھڑے رہو کیوں کہ ہر بدن کے لیے ایک ہی سر ہوتا ہے لہٰذا اپنی رائے کو اس بات پر جمع نہ کرو کہ تم بدن کے ہر ہر عضو کے لیے الگ الگ سر بناؤ۔ اور جو شخص پیدائشی طور پر سر بننے کا اہل نہیں اس سے کہو کہ تم دُم ہی رہو سر نہ بنو کیوں کہ پہلی مار سر ہی پر پڑتی ہے۔ اور جو شخص اپنی سستی اور کاہلی کے سبب اپنے پیدائشی حق سے پیچھے رہ گیا اس کی ہمت افزائی کرو مثلاً: اسے ہاتھ بنایا گیا لیکن وہ پیر بنا رہا یا اسے پیر بنایا گیا لیکن وہ سرین بن کر چھپ گیا۔ اور تم اپنے علم وعمل کے سبب خود کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھو کیوں کہ یہ تو اپنے خالق اللہ تعالیٰ پر جرأت مندی ہے۔ چناں چہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

"لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا ، وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : لاَ، وَلاَ أَنَا إِلاَّ أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَلاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ"۔ (۱)

یعنی کسی شخص کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم! اور آپ بھی؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: نہیں، مجھ کو بھی نہیں، اس کے سوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لے۔ اس لیے تم درست بات کہو، میانہ روی اختیار کرو۔ اور کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا نہ کرے (کیوں کہ) یا تو وہ شخص نیک ہوگا تو امید ہے کہ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہو، اور یا تو وہ شخص بدکار ہوگا تو امید ہے کہ وہ توبہ کرلے۔

اور "عتبی" جس کی طرف اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اشارہ فرمایا اس کا مطلب یہ

ہے کہ بندہ اپنے رب سے توبہ اور اس کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہوئے اپنے رب کی رضا جوئی کرے۔

**مخلوقِ خدا کے ساتھ حسن سلوک:** اے پیارے بھائی! اللہ کی مخلوق کے ساتھ بہت ادب سے پیش آؤ، اپنے والدین پر نہایت مہربانی کرو، اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو، اپنے پڑوسیوں سے محبت کرو، مومنوں پر مہربانی کرو اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ جیسے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ؛ کیوں کہ آپ ﷺ: "حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾"۔[۱]

**ترجمہ کنز الایمان:** تمھاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اور اسی طرح: "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"۔[۲]

**ترجمہ کنزالایمان:** یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

جب عہدِ الٰہی تمھاری آل و اولاد میں اس شخص کو داخل کر دے جو تمھاری اولاد سے نہیں تو تم اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ جس طرح تم اپنی اولاد سے پیش آتے ہو، معلمِ کائنات کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جنہوں نے مومنوں کے دلوں میں بھلائی کی بیج ڈالی۔ چناں چہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا"۔[۳]

یعنی اللہ کے رسول ﷺ مجھے (حضرت اسامہ بن زید) پکڑتے اور اپنے رانِ اقدس پر بٹھاتے اور دوسری رانِ اقدس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے پھر دونوں کو (سینے

---

(۱) پارہ:۱۱، سورۃ التوبہ، آیت:۱۲۸

(۲) پارہ:۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت:۶

سے) چمٹا کر دعا گو ہوتے: اے اللہ عزوجل! توان دونوں پر رحم فرما کیوں کہ میں ان دونوں پر مہربان ہوں۔

اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو کیوں کہ نبی مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

"مَازَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ"۔(۱)

یعنی (حضرت) جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسیوں کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ انہیں وارث نہ بنادیں۔

**اولیاء اللہ کی عظمت:** اور اللہ کے ولی کا حق پہچانو ان امور سے باز رہتے ہوئے جو اللہ و رسول ﷺ کے حق سے زیادہ ہیں۔ چناں چہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ"۔(۲)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے ولی سے دشمنی کی سو میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں، اور میرا بندہ ایسی عبادت سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے ان عبادتوں سے زیادہ پسندیدہ ہو جو میں نے اس پر فرض کیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔ سو جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے، میں اس کا پیر ہو جاتا ہوں

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الادب، باب الوصاۃ بالجار، حدیث:٦٠١٥

جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں، مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور جس کام کو میں کرنے والا ہوں اس میں ایسا تردد نہیں کرتا جیسا تردد میں مومن کی روح قبض کرنے میں کرتا ہوں، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اسے رنجیدہ کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

اس حدیث قدسی سے تم ولی اللہ (کا مرتبہ) جانو، ان کے حق کو پہچانو، ان کے مرتبے کو نہ گھٹاؤ، نہ ان کے مرتبے میں غلو کرو، ان کے وسیلے سے خیر طلب کرو، ان کی پیروی کرو اور جس طرح انہوں نے رجوع الی اللہ کیا تم بھی رجوع کرو اور صبح تڑکے خوب خوب قرآن کریم کی تلاوت کرو؛ کیوں کہ اس وقت میں نبی کریم ﷺ کے باطنی برکات میں سے ایک خاص برکت ہے۔

حضور ﷺ کی شان میں حضرت عبد اللہ ابن رواحہ کے اشعار: اللہ تعالیٰ راضی ہو جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبد اللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ سے جو تمام ممدوحوں کے سردار نبی امین ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ　　إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

یعنی ہمارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ ہیں جو کتاب اللہ کی اس وقت تلاوت فرماتے ہیں جب فجر کی روشنی پھٹ کر پھیل جاتی ہے۔

أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا　　بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

یعنی آپ ﷺ نے ہمیں گمراہی کے بعد ہدایت سے نوازا اس لیے ہمارے دلوں کو یقین ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان ہو کر رہیں گے۔

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ　　إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعِ.[1]

یعنی آپ ﷺ اس طرح رات بسر فرماتے ہیں کہ آپ کے پہلو مبارک آپ کے بستر مبارک سے الگ ہوتے ہیں جب کہ مشرکوں کی خواب گاہیں ان کے بوجھ سے بوجھل رہتی ہیں۔

**سنتِ فجر کی اہمیت :** اور فجر کی سنت ادا کرو اس لیے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ“۔[1]

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت سے زیادہ کسی نفل (غیر فرض) کی پابندی نہیں فرماتے۔

**سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کرو :** اور اللہ تعالیٰ کے فرائض پر حریص ہو جاؤ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کی حفاظت کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ادا کرو، جسے اللہ نے عظیم بنایا اسے عظیم جانو اور اللہ تعالیٰ کے لیے متصلب رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ“۔[2]

یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

**کس راہ کو اختیار کی جائے ؟:** اللہ تعالیٰ کے سوا سامنے آنے والی تمام چیزوں سے اپنے ہاتھ جھاڑ لو، ٹیڑھے راستے کی طرف مائل نہ ہو، سیدھی راہ چلو، جس راستے میں تم پیچیدگی دیکھو جسے تم نہیں جانتے تو اسے چھوڑ دو، اس راہ پر چلو جس کی تمہیں معرفت ہو، اپنے تمام اقوال و افعال میں عظیم المرتبت سردار نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کو حکم بناؤ، اور جب کہو تو بھلی بات ہی کہو، جب کام کرو تو درست کام ہی انجام دو، جب صحبت اختیار کرو تو اچھوں کی صحبت اختیار کرو اور جب اٹھو بیٹھو تو پاک وصاف رہو۔

ایک کنارے پر اللہ کی عبادت کرو، اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو راہ عمل بناؤ جو تمھاری جان سے بھی زیادہ قریب ہیں، جب تم کسی آزمائش میں مبتلا ہو جاؤ تو امید کا ہاتھ اپنے باری تعالیٰ کی طرف دراز کرو، اپنے رب کے حکم پر صبر کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لیے کہ ” اِنَّهٗ لَا

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب السنن وفضائلھا، الفصل الاول، حدیث: ۱۱۶۳

يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۷ "۔(۱)

یعنی بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی و خوش حالی کا انتظار کرو؛ کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

" اِنْتِظَارُ أُمَّتِي فَرَجَ اللهِ عِبَادَةٌ "۔(۲)

یعنی میری امت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی اور خوش حالی کا انتظار کرنا ایک عبادت ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا آپ پر آپ کے رب تعالیٰ کی طرف سے افضل درودو سلام نازل ہو:

" إِنَّ للهِ فِي كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ مائَةَ أَلْفِ فَرَجٍ قَرِيب "۔

یعنی بے شک آنکھ کے ہر جھپکنے میں اللہ عزوجل کی ایک لاکھ کشادگی قریب ہے۔

**عام لوگوں کا نظریہ:** ہر لمحہ اپنے رب کی عطیات کا استقبال کرو، اور چیزوں کو اس کے ظاہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی وجہ سے قدر کرو، مخلوقات عالم میں اللہ تعالیٰ کے کتنے عظیم عظیم اسرار پوشیدہ ہیں؟ قوم اپنے بزرگوں کی تعظیم چاہتی ہے لیکن ہر قوم دوسری قوم کے بزرگوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتی ہے پھر جب وہ انہیں دیکھتے ہیں اگرچہ دوسری قوم کے بزرگان اِن کے بزرگوں سے قوت و زور اور سختی و پکڑ میں بڑھ کر ہوتے ہیں (اس کے باوجود) اپنے بزرگوں (کی تعظیم) کی وجہ سے ان کی نگاہوں میں اِن کے مراتب کم ہوتے ہیں اور وہ انہیں اس سے کمتر درجہ دیتے جس پر وہ فائز ہوتے ہیں۔ پھر تم انہیں دیکھو گے کہ وہ ان کی عظمت و رفعت کا اقرار کریں گے لیکن ان کی عادات کی تحقیر کریں گے، ان کی کثرت سے تعجب کریں گے اور ان کے لباس کی وجہ سے ان کا مذاق اڑائیں گے۔ اور یہ صرف اور صرف اس لیے کہ ان کی نظر لوگوں کے عادات کا احاطہ کرنے اور لوگوں کے حالات کی کیفیت، ان کے عادات کی حکمت،

---

(۱) پارہ:۱۳، سورۂ یوسف، آیت:۸۷

ان کے شہروں اور مراتب کی شان کی حقیقت جاننے سے قاصر ہیں اور اس لیے کہ اس قوم کے بزرگوں کی حالت اور ان کی شان ان کے دلوں میں گھر کر گئی ہے اور ان عادات و مشارب میں ان کے دل رچ بس گئے ہیں اور یہی معاملہ عقائد و مذاہب میں ہے۔

**عقل مندوں کا نظریہ:** لیکن عقل مند و دانا نہ ایسا نظریہ رکھتا ہے اور نہ اس کا قائل ہوتا ہے بلکہ وہ حق کی تحقیق کرتا ہے اور اسی پر قائم رہتا ہے اور وہ اسے ہی اچھا سمجھتا ہے جسے شریعت اچھا کہے کیوں کہ شریعت بہترین خوبیوں کی جامع ہوتی ہے اور اسے براجانتے ہے جسے شریعت براکہتی ہے کیوں کہ شریعت بری باتوں سے پاک و صاف ہوتی ہے۔ اور وہ ہر چیز کو حکمت کے ترازو میں تولتا ہے پھر اگر وہ باوزن ہو تو اسے باوزن سمجھتا ہے اور اگر ہلکا ہو تو اسے ہلکا سمجھتا ہے اور وہ دونوں معاملے میں ادب کی بلندی پر قائم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر پڑی اللہ کے پردوں کی پردہ دری نہیں کرتا۔

وہ حق گو ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتا لہٰذا تم بھی ایسا حکیم اور کریم مرد ہو جاؤ۔

**موت کو یاد کرو:** اور جب تمھارا شیطان تمھیں فریب دے اور تمھاری طبیعت کو حد سے تجاوز کرنے، تکبر، بغاوت، دشمنی اور مکابرہ کرنے کی طرف کھینچے یا تمھارے دل میں حسد کا بستر بچھائے پھر تم ظلم کر بیٹھو اور چیزوں کو ان کا مقام نہ دے سکو تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور اپنے رب کو یاد کرو اور اسے یاد کر کے موت کو یاد کرو؛ کیوں کہ اس کی بارگاہ میں پہنچنے اور اس کی بارگاہ کی طرف لوٹنے کا دروازہ اور اس کے حضور کھڑے ہونے کی راہ موت ہی ہے۔ موت کو یاد کرتے ہوئے اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں تم سے سوال فرمائے گا اور فرمانِ باری تعالیٰ کے مفہوم کی اس حقیقت کو نہ بھولو:

"اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝" ۔ (۱)

یعنی بے شک اللہ ہر وقت تمھیں دیکھ رہا ہے۔

اور تمام بارگاہوں میں اپنے دل سے چکر لگاؤ اور اچھی چیز لے لو اور بری چیز چھوڑ دو اور اپنا عمل نیک بناؤ تا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف بلند ہو:

"اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ"۔(۱)

یعنی اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔

اور لوگوں کو اس کی بارگاہ میں جمع کرو نہ کہ اپنے پاس جمع کرو! اور لوگوں کو اس کے حضور لاؤ نہ کہ اپنی طرف لاؤ (کیوں کہ) وہی سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔

**دنیا عبرت کی جگہ ہے:** اے جوان! ٹھہرو (اور سنو) یہ دنیا عبرت کی جا ہے، اس سے عبرت حاصل کرو، اس سے عبرت حاصل کرو اور دنیا کی تمام چیزوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف چلو۔ اور اس بات سے بچو کہ دنیا کی کوئی ظاہری چیز تمہیں تمہارے رب سے غافل نہ کر دے اور سستی سے بھی بچو۔ بے کار اور سست صوفی کیا ہی برا ہے۔ (کیوں کہ) وہ زہد و تقویٰ کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ اس کی نظر مال و دولت میں لگی رہتی ہے اور اس کا دست سوال دراز رہتا ہے۔

**ہمت والا کون؟:** ہمت یہ نہیں کہ انسان اپنے آپ کو لینے والا دیکھے بلکہ ہمت یہ ہے کہ انسان خود کو دینے والا دیکھے (کیوں کہ) ہاتھ کا نیچے ہونا اس کے کٹ جانے سے زیادہ سخت ہے (لہٰذا) اس کام کے ذریعہ کمائی کرو جس کی طرف تمہاری طاقت و قوت کی رسائی ہو۔ کمتر سے کمتر پیشہ اور صنعتیں (اگر تمہیں سمجھ آئے) بھی عظیم صفت ہے جن پر ہمت والے ہی چڑھتے ہیں اور وہ عظیم صفت اللہ تعالیٰ کے کرم کی طرف جھکتے ہوئے زید و عمرو کی بخشش سے بے نیازی ہے۔ چناں چہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إنّ اللہ تعالی یحِبُّ أنْ یَرَی عَبْدَہُ تَعِباً فِي طَلَبِ الحَلال"۔(۲)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو رزقِ حلال کی تلاش میں تھکا ماندہ دیکھنا پسند فرماتا ہے۔

**پاکیزہ کمائی کھاؤ اور کھلاؤ:** تم اسی بستی میں اپنی خانقاہوں کے ستونوں کے درمیان صنعاء

---

(۱) پارہ: ۲۲، سورہ فاطر، آیت: ۱۰

(یمن) کے منقش کپڑے، فارس (ایران) کے اونی کپڑے اور اشبیلیہ (اندلس) کے ریشمی کپڑے بنواور عرب، فارس اور روم کی صنعتوں کو جمع کرو اور اپنی حلال اور پاکیزہ کمائی سے اپنے بھائیوں پر صدقہ کرو، ہمدردی کرو اور اللہ تعالیٰ کے عطاکردہ رزق سے کھاؤ:

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ"۔ (۱)

یعنی تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق۔

پاکیزہ رزق اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جب تم حلال ذریعہ سے کماؤ اور حلال جگہ میں خرچ کرو۔

ہمت والوں کے سردار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ"۔ (۲)

یعنی اللہ تعالیٰ پیشہ ور مسلمان کو محبوب رکھتا ہے۔

**عاجز عورت سے بھی خسیس طبیعت:** آنکھ جسے دیکھتی ہے ان میں سب سے برا وہ شخص ہے جس میں زاہدوں جیسی نشانی ہو لیکن اس کی ہمت سائلوں جیسی ہو! جو شخص داد و دہش کے لیے جھکے اور مانگنے کے لیے راضی رہے (۳) وہ عاجز عورت سے بھی خسیس طبیعت ہے۔

میں مذکورہ باتیں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں مانگنے والوں سے دلوں کو متنفر کروں (نہیں بلکہ) تم مخلوقِ الٰہی پر مہربانی کے حقوق ادا کرو اور رضائے الٰہی کے لیے فقیروں کو صدقہ دو۔ یہ تو تم پر واجب ہیں۔ شیطان ہرگز تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تمھارے دل اس سے نفرت کریں پھر تم ان کی توہین کرو اور انہیں حقارت کی نظر سے دیکھو (کیوں کہ) یہ تو شیطانی گمراہی اور وسوسہ ہے۔

---

(۱) پارہ:۸، سورۃ الاعراف، آیت:۳۲

(۲) شعب الایمان للبیہقی، الجزء الثانی، حدیث:۱۲۳۸ دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۳) حدیث پاک میں ہے: مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُمُوشٌ - أَوْ خُدُوشٌ - أَوْ كُدُوحٌ - فِي وَجْهِهِ ». فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْغِنَى قَالَ : خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ. سنن ابوداود، کتاب الزکوٰۃ، باب من یعطی من الصدقة

لیکن میں یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں تاکہ راہِ حق کے طلبگار اپنے بھائیوں کی ہمتوں کو سستی اور بے کاری سے دور کر کے بلند کروں۔ (کیوں کہ) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ الرَّجُلَ الْبَطَّالَ"۔[1]

بے شک اللہ تعالیٰ بے کار بندے کو ناپسند فرماتا ہے۔

**حضرت شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ:** میں نے اپنے ماموں اور اپنے آقا شیخ منصور (اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت کی بارش برسائے) کو دیکھا کہ آپ نے بعض فقیروں کے ہدیہ کو واپس فرما دیا تو میں نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا؟

تو انہوں نے فرمایا: ان میں کچھ حصہ سوال سے جمع کیا گیا ہے اور اگر یہ ہدیہ خالص اور روشن طریقہ سے جمع کیا گیا ہوتا تو میں ہدیہ قبول کر لیتا۔

مطلب یہ تھا کہ اگر ہدیہ سوال کی وجہ سے بد شکل نہ ہوا ہوتا اور حلال اور پاکیزہ ذریعہ سے جمع کیا ہوتا تو سنت محمدیہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے میں اسے قبول کر لیتا؛ اس لیے کہ نبی پاک ﷺ نے صدقہ واپس فرمایا اور ہدیہ قبول فرمایا۔

یہی جماعت (صوفیہ) کا طریقہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ (صوفیہ کی) جماعت اپنی جانوں پر (دوسروں کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید حاجت ہو۔

**امام احمد ابن حنبل کی اپنے بیٹے کو نصیحت:** حضرت امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ (اللہ عزوجل ان پر رحم فرمائے اور ان کی قبر کو معطر فرمائے) نے اپنے صاحب زادے عبد اللہ سے جو کہ حضرت صوفی عارف ابو حمزہ بغدادی (اللہ تعالیٰ ان کی خواب گاہ اچھی فرمائے) کی صحبت میں رہ چکے تھے، فرمایا: اے میرے بیٹے! اس جماعت (صوفیہ) کی ہم نشینی تم پر ضروری ہے کیوں کہ یہ حضرات کثرتِ عمل، مراقبہ، خشیتِ الٰہی، زہد اور بلندئ ہمت میں ہم سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے، کیسا

(١) المقاصد الحسنۃ للسخاوی، حدیث: ٢٤٦، دار الکتاب العربی۔ لیکن امام سخاوی نے ذکر فرمایا کہ امام زرکشی

(نرالا) ان کا انصاف ہے! انہوں نے اس جماعت (صوفیہ) کو شایانِ شان صفت سے متّصف فرمایا۔ یہی صفات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے پسند فرماتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللّٰهَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِيَ الأَخْلَاقِ وَيَبْغَضُ سَفْسَافَهَا"۔(١)

یعنی اللہ عزوجل کریم ہے (اس لیے) کرم اور بلند اخلاق کو پسند فرماتا ہے اور بداخلاقی کو ناپسند فرماتا ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ سچے اور امانت دار ہیں:

"ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ"۔(٢)

یعنی دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب رکھے گا اور لوگوں کے اموال سے بے نیاز ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔

زہد کیا ہے ؟: زہد یہ نہیں کہ تم پہاڑ کی کھوہ میں اپنے لیے جگہ بنالے یا کھردرا لباس پہنے یا سخت غذا کھائے بلکہ زہد تو نام اس کا ہے کہ تم دنیا سے اپنے ہاتھ اس طرح جھاڑ لو کہ تمھارا دل اس کی طرف مائل ہی نہ ہو اگرچہ پوری دنیا کا تم مالک بن جاؤ۔ اور زہد کی علامت حق گوئی ہے کیوں کہ دنیا کا کتا اپنے مردار کی فکر کرتے ہوئے حق گوئی سے سکوت اختیار کرتا ہے اور باطلوں کی موافقت کرتا ہے اور زاہد دنیا کی کسی چیز پر خوف نہیں کھاتا اس لیے وہ حق کہتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ حق کی اہلِ حق سے مدد فرماتا ہے۔ اور جب لوگ باطل سے چشم پوشی کرتے ہوئے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں تو (سمجھ لو کہ) انہوں نے اپنی جانوں پر ذلت و رسوائی اور مصیبت کو آواز دی۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

"إِذَا رَأَيْتَ أُمَّتِي تَهَابُ الظَّالِمَ أَنْ تَقُولَ لَهُ إِنَّكَ ظَالِمٌ فَقَدْ

---

(١) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادات، باب مکارم الاخلاق الخ، حدیث: ۲۰۷۸۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت

تُوُدِّعَ مِنْهُمْ "۔(۱)

یعنی جب تم میری امت کو دیکھو کہ وہ ظالم کو یہ کہنے سے ڈر رہے ہیں کہ تم ظالم ہو تو (سمجھ لو کہ) ان کا ساتھ چھوڑ دیا گیا۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

" لَنْ تُقَدَّسَ أُمَّةٌ لا يُؤْخَذُ فِيهَا للضَّعِيفِ حَقُّهُ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ "۔(۲)

وہ امت کبھی بھی مقدس نہیں ہو سکتی جس میں کمزور کا حق قوی سے بلا پس و پیش نہ لیا جا سکے۔

اور کیا (کمزور کا) حق اس کے سوا لیا جا سکتا ہے کہ لوگ حق کہیں اور حق کی مدد کریں؟ اپنے بندوں میں اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ ہے۔

**صاحب حکمت کی خصوصیات:** حکیم جس کا دل نورِ نبوت کی چمک سے روشن ہے وہ کارنامہ انجام دیتا ہے جسے لشکر جرار بھی انجام نہیں دے پاتا:

" وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ "۔(۳)

یعنی اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔

حکیم کی ایک بات بند کو کھول دیتی ہے، حق کو زندہ کر دیتی ہے، دیواریں بلند کر دیتی ہے، عمارت مضبوط کر دیتی ہے اور بات (اس لیے) یہی ہے کہ جہالت تاریکی ہے اور علم روشنی ہے۔ اور تمام معاملات اللہ ہی کی طرف پلٹتے ہیں۔

**اپنے امیر کی اطاعت و محبت:** اے میرے بھائیو! اپنے دلوں کو ایک دوسرے کی محبت اور اپنے فرماں رواؤں کی محبت پر جمع کرو، اپنے امیروں پر صبر کرو اور اپنے بادشاہ کے خلاف

---

(۱) مسند احمد ابن حنبل، جلد: ۳، مسند عبد اللہ بن عمرو، حدیث: ۶۹۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد: ۱۰، کتاب آداب القاضی، باب ما یستدل بہ علی الخ، حدیث: ۲۰۲۰۱

خروج نہ کرو (کیوں کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً "۔ (۱)

یعنی جسے اپنے امیر کی کوئی بات ناپسند لگے تو صبر کرے کیوں کہ جو شخص بادشاہ (کی اطاعت) سے بالشت بھر بھی باہر نکلا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اور صحابیِ رسول حضرت عبادہ بن صامت ایک روایت میں فرماتے ہیں:

" دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ "۔ (۲)

یعنی نبی کریم ﷺ نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی پھر حضرت عبادہ نے فرمایا: جن باتوں پر آپ ﷺ نے ہم سے بیعت لی ان میں یہ کہ ہم خوشی و ناگواری، تنگی اور کشادگی میں امیر کی بات سنیں اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اگر چہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جارہی ہو۔ اور یہ بھی کہ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ کریں جب تک تم ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لو جس پر اللہ کی طرف سے تمھارے پاس برہان ہو۔

یہ ہیں تمھارے نبی کریم کے بیان کردہ احکام جو سچے، امانت دار اور تمام جہاں کے پالنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اسی میں تمھارے لیے ہدایت ہے، برکت ہے، امن وامان ہے اس لیے تم ان احکام کو مضبوطی سے تھام لو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے۔

نرمی نرمی: اپنے گھر والوں، اپنی عورتوں، اپنی اولاد اور اپنے غلاموں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا سلوک کرو اور ان پر سختی نہ کرو مگر ان کاموں میں جو اللہ کے دین کی طرف راجع

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الفتن، باب قول النبی سترون بعدی الخ، حدیث: ۷۰۵۳

ہوں ۔ ان کے مروت کے نظام کی حفاظت کرو کیوں کہ مروت ایمان کا جز ہے اور اپنی معیشت میں اپنے گھر والوں کے ساتھ میانہ روی اختیار کرو، نہ پریشان کن تنگی کرو اور نہ حد سے بڑھ جانے والی وسعت کرو۔ بلکہ دونوں حالت کے درمیان رہو کیوں کہ ہم درمیانی امت ہیں۔

**فضول خرچی اور میانہ روی :** اپنے معاشی معاملات میں خود کو اس بات سے قابو میں رکھو کہ تم ہاتھوں کو اس طرح کھول دو کہ تنگی کے سبب وہ خود بند ہو جائیں، اپنا بستر اور اپنی چادر اپنے اندازے سے رکھو اور سادگی اختیار کرو اس لیے کہ نعمتیں ہمیشہ نہیں رہتی ہیں، کھانے کی حرص اور کپڑے اور دسترخوان کی محبت سے کنارہ کشی اختیار کرو، زیادہ کے مقابلے تھوڑے پر اکتفا کرو، اپنی اولاد اور اپنے فرماں برداروں کو دینی ادب سیکھاؤ، ان کے اندر مروت کے لوازم پیدا کر دو، ان کی زبانوں کو اچھی باتوں اور ان کی آمد و رفت کو اچھی جگہ ہی رکھنے کی کوشش کرو۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے ( درج ذیل ) ایک شعر مروی ہے:

یقاس المرء بالمرء　　　　إذا هو ما شاه

یعنی انسان کو انسان پر قیاس کیا جاتا ہے جب کہ وہ اس کے ساتھ چلتا ہے۔

وللشيء من الشيء　　　　مقايس وأشباه[1]

یعنی اور ہر شئی کا مقیس علیہ اور نظیر ہوتی ہے۔

**تہذیب یافتہ لوگوں کو دوست بناؤ:** انسان کے وقار کی شان اس کے دوست ہی سے پہچانی جاتی ہے اس لیے تہذیب یافتہ لوگوں کو دوست بناؤ جو پاکیزہ دلوں کے مالک اور اچھے اخلاق سے مزین ہوتے ہیں۔ ( یاد رکھو) تم ان کی محتاجی، ذلت اور غربت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی تلواریں پھٹے بوسیدہ میانوں میں چھپی ہوتی ہیں۔

مجھے چار چیزوں سے خوشی اور فرحت و سرور حاصل ہوتی ہے جب وہ میرے دوستوں پر

---

(۱) کنز العمال، ج: ۹، کتاب الصحبۃ من قسم الافعال، باب فی آداب الصحبۃ، حدیث: ۲۵۵۹۲، موسسۃ

نازل ہوتی ہیں اور میں اپنے دوستوں کے لیے ان پر صبر کی دعا بھی کرتا ہوں (وہ چار چیز یہ ہیں):
(۱) بھوک (۲) بے لباسی (۳) ذلت اور (۴) غربت۔ (کیوں کہ) یہ چار چیزیں درویشوں کا شعار ہیں لیکن ان چیزوں کی کیفیت کیا ہیں اگر تم جان لو؛ شکم سیری کے ساتھ بھوک، کپڑوں کے ساتھ بے لباسی، عزت کے ساتھ ذلت اور وقار کے ساتھ غربت؟
(اس کی صورت یہ ہے کہ) وہ خود بھوکے ہیں لیکن ان کے مہمان شکم سیر، خود برہنہ ہیں لیکن ان کے پاس آنے والے کپڑے زیب تن کیے ہیں، خود ذلیل ہیں لیکن ان کے متبعین باعزت اور خود غریب ہیں لیکن ان کے دوست باوقار۔
یہی حال فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب اور ان جیسے (صحابہ کرام) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیت المال میں جھاڑو دینے کے بعد بھی بھوکے رہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محراب میں مسکین تھے لیکن جنگ کے دن اللہ کے شیر تھے، وہ حکم الٰہی کے سامنے سرنگوں تھے لیکن (میدان جنگ میں) زبردست شیر تھے۔
(ان چار چیزوں میں) زاہدوں کے اخلاص کے ساتھ ساتھ شاہانِ فارس جیسی عزت اور خوف الٰہی سے کانپنے والوں کی غربت کے ساتھ ساتھ شاہانِ روم جیسی عظمت ہے۔ پھر جب دل کی ذلت عزت عطا فرمانے والے رب کے لیے ہو، وجود کی تنہائی وجود بخشنے والے حق کے لیے ہو، دل کی بھوک شکم سیر فرمانے والے (اللہ) کریم کے لیے ہو اور زندگی کی غربت مدد فرمانے والے قدیر کے لیے ہو جو جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے تو ان سب کے طور طریقوں میں تو انبیاے کرام اور رسولانِ عظام (ان پر اللہ رب العالمین کا درود نازل ہو) کے نمونوں کی جلوہ ریزی ہے۔ اور ان (مذکورہ) چار چیزوں پر صبر کی توفیق اللہ تعالیٰ کا ایک عطیہ ہے۔
**افضل زہد:** بعض حضرات نے فرمایا: حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے بڑے زاہد تھے کیوں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس دنیا آئی تو وہ اس سے بھاگے اور اسے چھوڑ دیا لیکن حضرت اویس قرنی کے پاس دنیا آئی ہی نہیں۔ البتہ وہ

اے اللہ عزوجل !ہم تجھ سے تیری معرفت، تیری بارگاہ سے آنے والے احکام پر ایمان، تجھ پر بھروسہ اور تیری خاطر (دشمنان دین سے) انتقام لینے کی بھیک مانگتے ہیں۔

**بارگاہِ الٰہی میں قرب کے راستے:** اے سردارو! اللہ تعالیٰ (کی بارگاہ) تک (رسائی والے) راستے مخلوقات کی سانسوں کے برابر ہیں اور میری نظر میں ذلت و رسوائی، عاجزی و انکساری، خشوع و خضوع اور محتاجی و فقیری کے راستے سے زیادہ قریب، واضح، آسان، لائق اور پُر امید کوئی راستہ نہیں۔

جب اللہ تعالیٰ بندے سے کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اس امر کے لیے تیار فرما دیتا ہے جس امر کا بندے سے ارادہ فرماتا ہے۔ اور مقربین بارگاہ خدا کی رسائی کشف و مشاہدہ کے محل تک اسی وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے اختیار کو مٹا دیں، خوب خوب تواضع و انکساری کریں اور بادشاہ جبار (یعنی اللہ تعالیٰ) کی خوب خوب طاعت و پیروی کریں۔ حرام لقمہ دعا کی قبولیت میں سدِ راہ ہے۔

اپنے بھائیوں کی لغزشوں کو درگزر کرنا اور انسان کا خود کو دوسروں سے افضل نہ سمجھنا کامل جواں مردی ہے۔

**تصوف کی تعریف:** تصوف مہذب اخلاق، طبیعت کی شرافت اور بلند ہمتی کا نام ہے لہٰذا جس کے اخلاق حسن، طبیعت میں شرافت اور ہمت میں بلندی ہے وہ (کامل) صوفی ہے ورنہ نہیں۔

**مرشد کی اہمیت:** اور (سلسلہ طریقت کے) بھائی بھائی شاخیں ہیں جنہیں ایک درخت یعنی مرشد جوڑتا ہے سو جو ان سے الگ ہوا تو وہ بالکل الگ ہو گیا۔

**کھانے کے آداب:** جب تم کھانے کے لیے جمع ہو تو آپس میں انصاف کرو اور آپس میں تسلی دو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے شخص پر غلبہ کا ارادہ نہ کرے کیوں کہ اس میں غالب (در حقیقت) مغلوب ہے اور ایثار کرنے والا قابل تعریف، ثواب کا حق دار اور منظور نظر ہے اور کھانا بلندئ ہمت کی بھی دلیل ہے اور اس کے برعکس کی بھی دلیل ہے۔ حریص شخص بلند ہمت

کے سامنے ظاہر نہ کرے اور اپنے دل کے میدان کو تمام عیوب سے پاک وصاف رکھے جن پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں۔ (کیوں کہ) جس شخص کو اپنی ذات (کی اصلاح) کی کوئی فکر نہیں تو دوسرے کی فکر اسے نفع بخش نہیں۔

**عبادتِ الٰہی کا بہترین طریقہ:** اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو سو اگر یہ (تصور) نہ ہو سکے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو (یہ جان لو کہ) بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔[1]

**تصوف کی چند پسندیدہ خصلتیں ہیں:** ان میں اول خالص توحید، پھر ایثار (یعنی قربانی) پھر قربانی کی قربانی، پھر حسن سلوک، پھر سماع کو سمجھنا، پھر قدرت و اختیار کو ختم کر دینا، پھر جلد وجدانی کیفیت طاری ہونا، پھر دلوں کی بات جان لینا، پھر زیادہ خاموش رہنا مگر ان امور میں جو اللہ کی طرف لوٹے، پھر ریاکاری سے بچنا، پھر اپنی کمائی کی ذخیرہ اندوزی کو حرام جاننا۔

**سچے صوفی کی پہچان:** سچے فقیر (صوفی) کی پہچان یہ ہے کہ تمام کاموں میں جائز و مباح کو کم اختیار کرے، سنی سنائی باتوں سے بہرا ہو جائے اور معدوم کے حصول کی اس وقت تک تلاش نہ کرے جب تک موجود کو خرچ نہ کر لے۔

اور حیلہ بازی نہ کرے یہاں تک کہ تنگی و فراخی اور زندگی کے نشیب و فراز جیسے تمام احوال میں اپنے پیدا کرنے اور بنانے والے کے علاوہ کو نہ دیکھے اور بلا شبہ صوفی جب اپنے لباس پر نظر رکھے گا تو معاملہ اس پر مشتبہ ہو جائے گا اور جب وہ مخلوق کو خود سے کمتر دیکھے گا تو اس کے عیوب ظاہر ہو جائیں گے۔

صوفی وقت کا پابند ہوتا ہے وہ اپنی ہر سانس کو کبریت احمر سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے، اپنی ہر گھڑی کو اس کے مناسب کام کے ساتھ رخصت کرتا ہے اور (یہاں تک کہ) وہ تھوڑا وقت بھی ضائع نہیں کرتا۔ نیز صوفی پر ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان (بری بات) بولنے سے روکے اور ناحق بات نہ کہے (بلکہ) جب کہے تو علمی بات کہے، جب خاموش رہے تو بردباری کے ساتھ خاموش رہے، جواب دہی میں جلد بازی نہ کرے، اچانک خطاب نہ کرے اور

---

(۱) حدیث پاک میں ہے: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ

جب اپنے سے زیادہ علم والے کو دیکھے تو خاموش ہو جائے تاکہ مفید باتیں بغور سنے، خطا سے ڈرے، غلطی اور لغزش سے احتراز کرے اور اس معاملے میں کلام نہ کرے جس کا علم نہیں اور نہ اس معاملے میں مناظرہ کرے جسے سمجھا ہی نہیں۔

**پہلے اپنے نفس کو نیکی کا حکم دو:** انسان کے لیے مناسب ہے کہ پہلے اپنے نفس کو نیکی کا حکم دے تو اگر وہ تعمیل حکم کرے تو لوگوں کو حکم دے اور پہلے اپنے نفس کو برائی سے روکے تو اس وہ رک جائے تو لوگوں کو روکے ورنہ وہ فرمانِ باری تعالیٰ:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳"۔ (۱)

یعنی اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

کے تیر کا نشانہ بنے گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ"۔ (۲)

یعنی کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

**ہدایت یافتہ دل کی علامت:** جب تمھارے دلوں کو حکمت سے خوشی حاصل ہو تو تم اپنے دلوں کو اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمت اور اپنے رب کے کلام کی طرف بلند کرو پھر اگر تمھارے دلوں کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمت سے خوشی ملے اور وہ کلام الٰہی سے منور ہو جائیں تو (سمجھ لو اور جان لو کہ) تمھارے دل ہدایت پر ہیں اور اگر (معاذ اللہ) تمھارے دلوں کو حکمت نبویہ بھلی نہ لگے اور نورِ قرآن سے روشن نہ ہوں تو (جان لو کہ) وہ شیطان کا دوست ہیں اس لیے (اس وقت) تم توبہ کرو، مغفرت چاہو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے (گناہوں سے) باز رہو۔ کیوں کہ بہت سے علم کا نتیجہ جہالت ہوتا ہے اور بہت سی جہالت کا پھل علم ہوتا ہے اور ہر وہ علم جو دعویٔ بلندی کا سبب ہو تو اس کا نتیجہ خالص جہالت ہوتا ہے۔

---

(۱) پارہ:۲۸، سورۃ الصف، آیت:۲

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾“۔(۱)

یعنی اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

ممکن ہے کہ تم علم نحو میں اپنے بھائی سے زیادہ جانکار ہو لیکن تمھارا بھائی اس کے استعمال میں تم سے زیادہ جانکار ہو۔

ممکن ہے کہ تم اپنے بھائی سے بڑے فقیہ ہو لیکن تمھارا بھائی تم سے عمل میں بڑا ہو۔

ممکن ہے کہ تم اپنے بھائی سے بڑے فلسفی ہو لیکن راہِ حکمت کو تمھارا بھائی تم سے زیادہ جانتا ہو۔

ممکن ہے کہ تم اپنے بھائی سے علم لغت میں زیادہ ماہر ہو لیکن اس کی حقیقت میں تمھارا بھائی تم سے زیادہ ماہر ہو۔

ممکن ہے کہ تم علم تفسیر میں اپنے بھائی سے زیادہ علم رکھتے ہو لیکن تفسیر (قرآنی) کی لذت سے تمھارا بھائی تم سے زیادہ آشنا ہو۔

ممکن ہے کہ تم علم حدیث میں اپنے بھائی سے زیادہ اعلم ہو لیکن صدقِ حدیث (تک رسائی) میں تمھارا بھائی تم سے زیادہ قابل ہو۔

ممکن ہے کہ تم علم بیان میں اپنے بھائی سے زیادہ معلومات رکھتے ہو لیکن مقتضیات حال میں تمھارا بھائی تم سے زیادہ نظر رکھتا ہو۔

ممکن ہے کہ تم شعر گوئی میں اپنے بھائی سے زیادہ تجربہ رکھتے ہو لیکن اس کے ذوق سے تمھارا بھائی تم سے زیادہ واقف ہو

انسانی جماعت میں علومِ نوعیہ غیر متناہی ہیں اور مدون کی نسبت سے علوم (مدونہ) متناہی ہیں سو جب تم علوم نوعیہ سے علوم مدونہ کا تقابل کروگے تو اگر تم علوم مدونہ کی انتہا کو پہنچ بھی گئے پھر بھی تم دیکھو گے کہ تم علوم نوعیہ (کے حصول) میں عاجز ہو جو بے شمار ہیں۔ یہ نوع انسان ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۵﴾"۔ (۱)

آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

اور انسانوں کے سردار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے:

" وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْه "۔ (۲)

یعنی بعض فقیہ اپنے سے بڑے فقیہ تک علم پہنچاتے ہیں۔

**تحقیق کا طریقہ:** جب تم تحقیق کرو تو وسعت نظر رکھو اور جب باریک مسئلہ بیان کرو تو تحقیق کرلو اور اپنے رب کی بارگاہ تک رسائی میں چکی کے گدھے کی طرح نہ بنو جس کی ابتدا انتہا برابر ہے ۔اپنے وجود کی گھاٹیوں کو اپنے علم، اپنی سمجھ، اپنی عقل، اپنی نظر اور اپنے استدلال سے طے کرو۔

طبیعت کے غلبہ کی وجہ سے کچھ لوگ عبرت حاصل کرنے سے بے راہ ہو گئے اس لیے خواہشاتِ نفسانی کی تاریکیوں اور بے راہ روی کی گندگیوں کے پردے ان پر پڑ گئے اور وہ لوگ اپنی جہالت کے سبب نظر صحیح رکھنے والوں کو بے وقوف سمجھنے لگے۔

هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ (۳)

(حالاں کہ) وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

**ضروری امر کی طرف کوشش:** اے میرے بھائی! ان امور کی طرف سبقت کرو جو ضروری ہیں اور فضیلت و بزرگی کی رفعت کو پہنچ جاؤ جس کے سبب تم اپنی قوم کی مجلسوں میں یاد کیے جاؤ اور جس کے سبب تمھارے رب کے حضور ملاء اعلیٰ میں تمھاری تعریف کی جائے تاکہ تم دونوں کائنات میں قابل تعریف سیرت والے رہو اور دونوں دنیا میں لائق ستائش خصلت والے رہو۔

**کامل انسان کی علامت:** (کامل) مرد وہی ہے جس کے بعد بھی اس کی علامتیں ظاہر رہیں (اس لیے) تم کوشش کرو کہ تمھارے بعد کوئی نشانی باقی رہے (ساتھ ہی) تم اسے اچھا اور

---

(۱) پارہ:۳۰، سورۃ العلق، آیت:۵

(۲) مسند احمد ابن حنبل، جلد:۹، مسند الانصار، حدیث زید بن ثابت عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حدیث:۲۲۲۱۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت

قابل تعریف بناؤ۔ حق (لوگوں کی) پسلیوں کے نیچے مخفی ہے۔ حاسدین کے دلوں کو اس کا یقین ہے اور منکرین کے قلوب کو اس کا اعتراف ہے اور تمہیں یہی کافی ہے کہ تمھارے حاسدوں کے دلوں کو تمھاری حقانیت کا اقرار ہے اگرچہ ان کی زبان اسے کہنے سے روک رہی ہے اور (تمہیں یہ بھی کافی ہے کہ) تمھارے منکروں کے قلوب کو بھی اس کا اعتراف ہے اگرچہ ان کے انکار نے انہیں بولنے سے پھیر دیا ہے۔ (ایسا کیوں نہ ہو کہ) یہی تو حق کا امتیاز ہے اس لیے صاحب حق کو فخر اور اہل حق کو خوش ہونا چاہیے۔

**افضل علم استقامت علی الحق ہے:** میں نے عید الفطر کی رات اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ نے اپنے نور سے کائنات الٰہی کو بھر دیا تھا۔ تو میں نے عرض کیا: **الصلوة و السلام عليك يا روح العوالم!** اے کائنات کی جان، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر درود و سلام نازل ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر سلامتی ہو۔ پھر میں نے عرض کیا: میرے حبیب ﷺ! مجھے افضل علوم سیکھائیں تو آپ نے فرمایا: وہ (اشرف علوم) تو حق پر قائم رہنا ہے۔

وَاتَّقُوااللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ (۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ سے ڈرو، اللہ تمہیں سیکھاتا ہے۔

اور وہی تمہیں کافی ہے۔

اے اللہ عزوجل! درود و سلام اور برکتیں نازل فرما اپنے (پیارے) بندے، اپنے (پسندیدہ) نبی، اپنے (محبوب) رسول، اہل حق کے سردار، حق کی حق سے مدد فرمانے والے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو تیرے بندوں میں سب سے معزز و مکرم اور افضل و اعلیٰ ہیں اور آپ ﷺ کے آل اور اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی (درود و سلام نازل فرما)۔

اے اللہ! تو مجھے آپ ﷺ کے وسیلے سے حق کی ہدایت نصیب فرما اور آپ ﷺ کی برکت سے مجھے خاصانِ اہل حق میں شامل فرما:

" رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ "۔ (۱)

ترجمہ کنزالایمان: اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر۔

**قیمتی نصیحت:** حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دائرۂ حق میں رہنے والو! جہاں کہیں رہو حق بات کہو، جہاں کہیں پاؤ، باطل کو اپنے حق سے مٹادو اور لوگوں کی آنکھوں کو حق کی سلائی سے کھول دو تاکہ وہ تمھارے ذریعہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ "۔ (۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔

اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

"لأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ"۔ (۳)

یعنی تمھارے ذریعہ اللہ عزوجل ایک شخص کو ہدایت دے تمھارے لیے سرخ اونٹ (صدقہ کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

اے سمجھ دار! اپنی سمجھ کا غلام نہ بنو کہ وہ تمھاری عقل پر غالب آجائے پھر تم سرکشی کرو، خطا کرو اور تحریف کرو (نہیں، بلکہ) تم اپنی سمجھ اور اپنے مَبلغِ علم کو حق کے تابع کردو، منصف مزاج رہو تاکہ تم لوگوں کو اور اپنی ذات کو فائدہ پہنچاؤ، اپنے دل کو ذکرِ الٰہی سے پاک و صاف کرلو اور خشیتِ الٰہی سے اسے مملو کردو تاکہ تمھارا دل اصلاح پذیر ہو جائے۔

کیوں کہ جب دل درست ہوتا ہے تو اسرارِ الٰہی، انوارِ الٰہی اور فرشتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہو جاتا ہے۔ اور جب دل میں فساد پیدا ہو جاتا ہے تو ظلم اور شیاطین کے اترنے کی جگہ ہو جاتا ہے۔

نیز جب دل درست ہوتا ہے تو تمھارے سامنے اور پس پشت کی خبر دیتا ہے اور ان

---

(۱) پارہ:۱۵، سورۃ الکہف، آیت:۱۰

(۲) پارہ:۲۴، سورہ حم السجدۃ، آیت:۳۳

معاملات سے تمہیں باخبر کرتا ہے جنہیں تم اس کے بغیر نہیں جان سکتے لیکن جب دل فاسد ہو جاتا ہے وہ تمہیں ایسی بے کار باتیں بتاتا ہے جن کے ساتھ ہدایت اور نیک بختی کا نام ونشان نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس کے دل کی اللہ تعالیٰ نے اصلاح فرمائی۔

**بارگاہِ الٰہی میں سب سے پسندیدہ:** تمام مخلوق کو اپنے فائدے میں شریک کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے پسندیدہ وہ ہے جو مخلوقِ الٰہی کے لیے نفع بخش ہو۔ (اس لیے) تم نفع کا مخزن بن جاؤ کیوں کہ جو شخص دنیا میں نفع نہیں پہنچاتا وہ آخرت میں بھی نفع نہیں پہنچائے گا۔

**نفس کی قسمیں:** صالحین کرام کے اشارات سے اذعان و یقین صحیح کر لو اور اپنی فہم سے اپنی ذات کو پاک وصاف کر لو کیوں کہ نفس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) نفس امارہ بالسوء جو جاہلوں اور نافرمانوں کا نفس ہے۔

(۲) نفس لوامہ جو مومن کا نفس ہے اور یہ مومن کو اس کی نیکی سے خوش کرتا اور اس کے گناہ سے رنجیدہ کرتا ہے۔

(۳) نفس مطمئنہ جو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین، اس کی کامل معرفت اور اس سے کامل امید رکھنے والوں کا نفس ہے کیوں کہ جسے اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ مکمل طور پر اسے اپنی طرف متوجہ فرما لیتا ہے۔

**صوفی کے عادات:** تم غافلوں سے کہو: ہماری محفلیں غم اور ماتم کی محفلیں ہیں کیوں کہ فقیر صوفی ہمیشہ ان فضائل پر افسوس کرتا ہے جو اس سے فوت ہو گئے، وہ حق تعالیٰ سے امید بھی رکھتا ہے اور خوف بھی؛ کیوں کہ جب وہ ایسی چیز سنتا ہے جو فرقتِ الٰہی کی طرف اشارہ کرتی ہے تو وہ خوف زدہ ہو جاتا ہے اور اگر ایسی چیز سنتا ہے جو قربتِ الٰہی کی طرف مشیر ہوتی ہے تو وہ پُر امید ہو جاتا ہے۔ اگر اسے بلایا جائے تو لبیک کہتا ہوا حاضر ہوتا ہے اور اگر واپسی کے بارے میں سنتا ہے تو روتا اور خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ اس کی عقل اسے حکمت کی قیمتی باتیں حاصل کرنے کے لیے ان محفلوں میں لے جاتی ہے یہاں تک کہ وہ صاحب حکمت ہو جاتا

"وَ مَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ"۔ (۱)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی۔

تم اپنے نفع کا فیضان تمام مخلوق پر جاری کر دو کیوں کہ کامل مومن جہاں ہوتا ہے رحمت، برکت اور فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے، اپنے دینی و دنیاوی مصالح پر ایک دوسرے کی مدد کرو (کیوں کہ) جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی"۔ (۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اور اللہ کی مخلوق پر ظلم و زیادتی اور نفسانی خواہشات سے بچو (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ۪"۔ (۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

امت (محمدیہ) کا امتیاز دینی اور دنیوی مصلحتوں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔

**شرفاء کی قدر اور شرافت کی حفاظت:** نوعِ انسانی کے بارے میں قانون اصلی کا جاری ساری تجربہ بیان کررہا ہے کہ تفرقہ پیدا کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ تم امت کی پاکباز جماعتوں کا حق پہچانو چاہے زمانے نے انہیں گرادیا ہو یا اٹھار کھا ہو، انہیں کمزور کردیا ہو یا قوی کردیا ہو؛ کیوں کہ عام لوگوں کے دلوں میں شُرفا کی قدر ہوتی ہے جو ان کو شُرفا کی عزت کرنے پر مہمیز کرتی ہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے۔

اپنی قصرِ شرافت کے برجوں کو طبعی خست اور بدحالی سے مت ڈھاؤ کیوں کہ شرافت و بزرگی کے بانیِ اول نے تم پر کچھ حقوق مرتب فرمائے ہیں جن میں سب سے زیادہ عزیز ان کے بعد اس کے مجد و شرافت کی حفاظت کرنا ہے، تمھاری ہمتیں اس بات سے پیچھے نہ

(۱) پارہ: ۳، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۶۹

(۲) پارہ: ٦، سورۃ المائدۃ، آیت: ۲

رہیں کہ تم میں سے ہر ایک پیش قدمی کر کے پہلی بزرگی سے بڑھ کر دوسری بزرگی کی عمارت تعمیر کرے۔

یہ بزرگوں کے سرادر، اللہ کے حضور اور لوگوں کے نزدیک ان میں سب سے بزرگ و برتر، ہمارے آقا و مولیٰ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارا وسیلہ، ہمارے سردار رسولِ ہدایت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے شرفِ الٰہی اور دینی و دنیوی شرافت کے محل کی تعمیر فرمائی، ظاہری و باطنی شرافتوں کو جمع فرمایا اور دنیاوی و اخروی ارادوں کو یکجا فرمایا۔ سو تم غور و فکر کرو کہ تم اس مستحکم دین اور روشن کتاب کی شرافت و بزرگی کی حفاظت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت کا حق کیسے ادا کرو گے اور ربانی و محمدی مجد و شرافت کی سربلندی کے لیے اپنے جان و مال کی قربانی دو، ایک حد پر قائم رہو اور اس سعادت مند مرتبے سے نیچے نہ آؤ کیوں کہ اس سے تنزلی مخالفت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾"۔ (۱)

ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

**مجاہدینِ تحفظِ نبوت و رسالت کی مدد:** جب تم کسی شخص کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے (دشمنانِ دین) سے انتقام لیتا دیکھو تو اس کی مدد کرو اور اس کا بول بالا کرو کیوں کہ اس میں وہ دینی اور دنیاوی فائدہ ہے جسے بیان کرنے والا بیان کرنے سے قاصر اور زبان تعبیر سے عاجز ہے۔

اس شخص کی ہمت کس قدر گھٹیا ہے جو نبی امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں دین کی شان کی اصلاح کرنے کے لیے جد و جہد کرنے والے شخص سے منہ موڑ لے، اس (منہ موڑنے والے) شخص پر تُف ہے اور اس شخص کو عقل سے ذرا بھی واسطہ نہیں۔ (حالاں کہ) ہر شخص پر

اس دین کی حجت قائم ہے اور ہر انسان پر ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حمایت واجب ہے۔ اس لیے کہ اگر انسان عقل سے کام لے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپ ﷺ ہی ہیں جنہوں نے منارۂ عدل و انصاف بلند فرمایا، سیدھا راستہ واضح فرمایا، حجت قائم فرمائی، دلوں کو سکون و اطمینان عطا فرمایا، اپنی معزز شریعت کے ذریعہ ظلم کو روکا، امن و امان اور ایمان کی بنیاد مضبوط فرمائی، اور اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ کے حکم پر جہاد فرمایا تاکہ اللہ عزوجل کی مملکت میں اللہ تعالیٰ کے عدل کی روح شائع و ذائع فرمادیں اور مخلوقِ الٰہی (کے دلوں) میں امانِ الٰہی کے حکم کو راسخ فرمادیں۔ آپ ﷺ ہی ہیں جنہوں نے اپنی شریعت کی برکت سے آقا و غلام، قوی و ضعیف، امیر و غریب، صغیر و کبیر اور شریف و رذیل کے مابین مساوات قائم فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے لیے آپ کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں۔

آپ ﷺ ہی نے بغاوت و سرکشی کی بنیادوں کو منہدم فرمایا، جور کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا، ظلم و زیادتی کے ارکان کو پاش پاش فرمایا، راحت و برکت کا بستر بچھایا، حق کی حفاظت فرمائی اور اہل حق کی حمایت فرمائی، لوگوں کو ایک میدان میں لا کھڑا کیا اور باغی نفوس کی زیادتی اور مصائب سے نجات دلا کر امان کے صحن میں لا کھڑا کیا۔

آپ ﷺ ہی نے اللہ کا راستہ دکھایا، اللہ کی ہدایت دی، اخلاق کو مہذب فرمایا، اللہ کی یاد دلائی، اللہ کی رسی سے (مخلوق کے) دلوں کو جوڑ دیا، اللہ کی محبت پر دلوں کو باندھ دیا، (شرعی تقاضوں پر) قتل کیا (ورنہ) حسنِ سلوک فرمایا، (شرعی تقاضوں پر) قطع تعلق فرمایا (ورنہ) تعلق استوار فرمایا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے، اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اور اللہ کی مخلوق کو ان عیوب کے گڑھے سے نجات دلانے کے لیے کیا جو اللہ سے جدا کرنے والے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ اللہ کے ملک میں اللہ کی مخلوق پر اللہ کے امین ہیں یہاں تک کہ اللہ کے حضور تمام مخلوق جمع ہو جائیں اور اس دن تمام معاملہ اللہ کے قبضہ و قدرت میں ہوگا۔

ہے [۱] اور اسے اس پُر امن راہ کی ہدایت فرماتا ہے تو وہ مخالفت اور دشمنی کو چھوڑ دیتا ہے، ہدایت اور درستی کی رسی مضبوطی سے تھام لیتا ہے، کلمۃ اللہ کو دروازہ مانتے ہوئے اس کے ذریعہ اللہ کے امان میں داخل ہو کر اللہ، اللہ کی کتاب اور اللہ کی بارگاہ سے اللہ کے رسول حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آنے والے تمام احکام پر ایمان لے آتا ہے۔

**شریعت محمدی کی فضیلت:** انبیاے کرام علیہم السلام کی کون سی شریعت نے نبی کریم ﷺ کی شریعت کی مثال پیش کی حالاں کہ (بحیثیت نبی) وہ سب بھائی ہیں؟ اور مرسلین عظام کی کون سی طریقت نے آپ ﷺ کی طریقت کی نظیر پیش کی حالاں کہ وہ سب آپ ﷺ کے زیر سایہ ہیں؟

**نبی کریم ﷺ کی فضیلت:** اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاے کرام و مرسلین عظام کو لوگوں پر امتیاز بخشتے ہوئے انہیں نبوت و رسالت سے اعزاز بخشا اور نبی کریم ﷺ کو ان تمام سے ممتاز فرماتے ہوئے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کے ساتھ ساتھ حکمت، وضوحِ کلام (یعنی بلاغت) بلند ہمتی، پختہ عزم سے تائید و تقویت فرمائی۔ چناں چہ آپ ﷺ سے فرمایا گیا:

"فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ"۔ [۲]

ترجمہ: تم صبر کرو جیسا ہمّت والے رسولوں نے صبر کیا۔

حالاں کہ علمِ ازلی میں تھا کہ آپ ﷺ کی ذاتی قابلیت تمام انبیا و رُسُل کے صبر پر سبقت لے جائے گی۔

اس لیے عارف وہی ہے جو عاقل ہے اور عاقل وہی ہے جو حاکم ہے اور حاکم وہی ہے جو مسلمان ہے ورنہ عارف اگر عاقل نہیں تو وہ وسوسے کے گرداب میں ہے، عاقل اگر حکیم نہیں تو وہ خلطِ مبحث کا شکار ہے اور حکیم اگر مسلمان نہیں تو وہ وہم میں گرفتار ہے۔

---

(۱) حدیث پاک میں ہے: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، بخاری شریف، کتاب العلم، باب من یرد اللہ الخ، حدیث: ۷۱

دینِ اسلام حکمت کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟"۔ (۱)

ترجمہ: بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

**دینِ اسلام کی عظمت:** دینِ اسلام ناقابلِ تردید دلائل اور کھلے احکام کے ساتھ تشریف لایا تو عقلوں کو حق کی مدد سے حق پر یکجا کر دیا اور ان اقوال و افعال پر جمع ہونے سے عقلوں کو روک دیا جن کی کوئی حقیقت نہیں اور جو عقل کو گھیر کر رکھ دے۔ لیکن تم کامل عقل حاصل کرو اور اس کے ذریعہ دینِ اسلام کا احاطہ کرو، اپنی فکر و نظر کا استعمال کرو اور اپنی سمجھ اور بصیرت کے ساتھ اسلام میں فکر و تدبر کرو تو تم دینِ اسلام کو اپنے دل میں نور، اپنے عزم میں ایک کیفیت، اپنے باطن میں برکت، اپنی سوچ میں سکون و اطمینان، اپنے حوصلہ میں قوت، اپنی طبیعت میں تہذیب، اپنے کام میں حفاظت، اپنی زبان میں شائستگی، اپنے اوصاف میں شرافت، اپنی عادات و اطوار میں عزت، اپنے عمل و کردار میں بزرگی، اپنی خودداری میں ترقی، اپنی معیشت میں بلندی، اپنی ہمت میں تقویت، اپنی آخرت میں امن و امان اور اپنی دنیا میں نفع پائے گا۔

لیکن اگر تمھاری عقل دین اسلام کا احاطہ کرنے کے بعد بھی اسلام کے روشن حقائق کو نہ سمجھ سکے تو تم اپنی عقل کو قصور وار ٹھہراؤ کیوں کہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اس نے دین اسلام کا مکمل علم حاصل نہیں کیا، نہ اسے کما حقہ سمجھا اور نہ اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کی۔

دین اسلام کے ذریعہ میرے رب کی حجت قائم ہو گئی ہے (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ"۔ (۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔

دینِ اسلام سے قابل طبیعتوں نے ایک دائرہ میں اپنے حصے لے لیے ہیں حد سے تجاوز نہیں کریں گی اور حکمت راہِ صواب سے نہیں ہٹ سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ"(۱)

(۱) پارہ: ۳، سورۂ آلِ عمران، آیت: ۱۹

**ترجمہ کنزالایمان:** اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

چناں چہ اسلام کے سرچشمے صاف شفاف اور اس کا پانی شیریں ہے۔

تعجب ہے جاہل پر جو متکبرانہ لباس پہنتا ہے پھر کسی کو تاجرانہ لباس پہنے دیکھ کر اپنی نظروں سے گر جاتا ہے، اور یہ (تاجرانہ لباس پہننے والا) کسی کو عسکری لباس پہنے دیکھ کر اپنی نظروں سے گر جاتا ہے اور یہ (عسکری لباس پہننے والا) کسی کو فقیرانہ لباس پہنے دیکھ کر اپنی نظروں سے گر جاتا ہے۔ یوں ہی سلسلہ دراز ہے۔

کپڑوں کی رسی سے اپنی عقل کو باندھنے والے! حکمت لے لو جہاں کہیں پاؤ اور اس کے سرچشمہ پر نظر نہ رکھو بلکہ اس کے منبع سے نگاہ پھیر لو اور حکمت لے لو خواہ جس مصدر سے بھی جاری رہے تو رہے۔ (کیوں کہ) حکمت ہی مقصود ہے اور اسی میں کامیابی ہے اور ڈول کو رسی کے تابع نہ بناؤ، تمام امور کو اس کی حد پر قائم رکھو، اپنی نظر کو صاف کرو یہاں تک کہ تمھاری نظر حکمتوں کو دیکھنے لگے اور (اس وقت بھی) حکمت کے سرچشموں سے صرف نظر کر لو۔

**عجائبات قدرت میں غور و فکر کرو:** تم اپنے نفع و نقصان سے واقف رہو اور خود پر نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کرو۔ پانی (میں غور و فکر کرو)، اس کے ہر ہر گھونٹ میں عجائبات کی دنیا ہے، ہوا (میں نظر کرو)، اس کی ہر سانس میں غرائب ہی غرائب ہیں۔

باری تعالیٰ نے اپنی روشن ربوبیت اور غالب عظمت کے اسرار اور اپنی مضبوط سلطنت کے عجائبات ہر چیز میں رکھے ہیں اور تم سے فرمایا: اے انسان! عبرت حاصل کر:

"فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۝۲"۔ (۲)

**ترجمہ کنزالایمان:** تو عبرت لو اے نگاہ والو۔

**گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ**

(۱) پارہ: ۳، سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۸۶

لہٰذا اگر تم نے غور و فکر کرتے ہوئے عبرت کا جوہر حاصل کر لیا، اس کے پوشیدہ حقیقت اور اس کی مخفی دنیا تک رسائی حاصل کر لی، غفلت سے باز آگئے، مہارت کے ساتھ چلتے ہوئے اپنی حالت کو مجتمع کر لیا تو تم نے بڑی کامیابی حاصل کر لی:

"وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞"۔(۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور ڈر والوں کا دوست اللہ (ہے)۔

"اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۞"۔(۲)

ترجمہ کنز الایمان: (بے شک میرا ولی) اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

اہل اختصاص کے لیے یہ ایک خاص نظام ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت نصیب فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا افضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ کے آل اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر۔

اور اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اول و آخر اور ظاہر و باطن میں اور اسی کی حکومت ہے اور وہی تم سب کا مرجع ہے۔

۲۰ ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶/جون ۲۰۱۷ء۔

---

(۱) پارہ:۲۵، سورۃ الجاثیۃ، آیت:۱۹

# فہرس الآیات

(۱) وَ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

(۲) فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾

(۳) وَ اَلْزَمَہُمْ كَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِہَا وَ اَہْلَہَا ط

(۴) لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

(۵) اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ ج

(۶) وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ﴿۱۰۵﴾ لا

(۷) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ ﴿۶۷﴾

(۸) وَ الَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَہْدِیَنَّہُمْ سُبُلَنَا ط

(۹) وَ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖۤ ق

(۱۰) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع

(۱۱) الٓمّٓ ﴿۱﴾ ج ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْہِ ۛ ہُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۲﴾ لا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ لا وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ
اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَ بِالْاٰخِرَۃِ ہُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ ط اُولٰٓئِكَ عَلٰی ہُدًی مِّنْ رَّبِّہِمْ ق وَ اُولٰٓئِكَ
ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

(۱۲) قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ

(۱۳) فِیْۤ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ ط

(۱۵) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
(۱۶) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ
(۱۷) اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾
(۱۸) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ﴿۱﴾
(۱۹) اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ
(۲۰) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ
(۲۱) وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾
(۲۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا
لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾
(۲۳) تَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ
(۲۴) وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾
(۲۵) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾
(۲۶) هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾
(۲۷) وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۸۲﴾
(۲۸) رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾
(۲۹) وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ
(۳۰) یُّؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا ؕ وَ مَا
یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾
(۳۱) وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪
(۳۲) وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪
(۳۳) فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾

(۳۴) فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ

(۳۵) اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ قف

(۳۶) وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ

(۳۷) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ

(۳۸) فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲

(۳۹) وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹

(۴۰) اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹۶

# فہرس الاحادیث

(۱) وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

(۲) قُمْ يَا بِلاَلُ فَأَذِّنْ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلاَّ مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

(۳) أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ.

(۴) يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنْ النَّاسِ فَيُقَالُ : هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُقَالُ :نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ.

(۵) رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

(۶) أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ.

(۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلاَّ رَعَى الْغَنَمَ.فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ:نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لأَهْلِ مَكَّةَ.

(۹) من تمسك بسنتي عند فساد أمتي فله أجر مائة شهيد.

(۱۰) قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ فِي شَعْبٍ مِنْ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ

(۱۱) إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه.

(۱۲) مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ.

(۱۳) لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا ، وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ : لاَ، وَلاَ أَنَا إِلاَّ أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا ، وَلاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ.

(۱۴) كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا.

(۱۵) مَازَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

(۱۶) إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

(۱۷) [illegible]

مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ.
(۱۸) اِنْتِظَارُ أُمَّتِي فَرَجَ اللّٰه عِبَادَةٌ.
(۱۹) إنَّ لله في كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ مائَةَ أَلْفِ فَرَجٍ قَريب.
(۲۰) إنّ اللّٰه تعالى يحِبُّ أنْ يَرَى عَبْدَهُ تَعِباً في طَلَبِ الحَلال.
(۲۱) إِنَّ اللّٰه يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ.
(۲۲) مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُمُوشٌ - أَوْ خُدُوشٌ - أَوْ كُدُوحٌ - فِي وَجْهِهِ ». فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْغِنَى قَالَ : خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ.
(۲۳) إِنَّ اللَّهَ يَكْرَهُ الرَّجُلَ الْبَطَّالَ.
(۲۴) ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ
(۲۵) إِذَا رَأَيْتَ أُمَّتِي تَهابُ الظَّالِمَ أَنْ تَقُولَ لَه إِنَّكَ ظَالِمٌ فَقَدْ تُوُدِّعَ مِنْهُمْ
(۲۶) لَنْ تُقَدَّسَ أُمَّةٌ لا يُؤْخَذُ فِيهَا للضَّعِيفِ حَقُّهُ مِنَ القَوِيِّ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ.
(۲۷) مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.
(۲۸) دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ.
(۲۹) وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنْ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ.
(۳۰) أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ.
(۳۱) وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْه.
(۳۲) لأَنْ يَهْدِىَ اللَّهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.
(۳۳) مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.

# مترجم ایک نظر میں

از

## مولانا علاء الدین امن رضوی

نام : محمد عطاء النبی حسینی

ولدیت : مولانا محمد اسمٰعیل حسینی ،چترویدی

تاریخِ ولادت : ۲۲/ اگست ۱۹۸۸ء

جائے ولادت : کھروہ، بڑی مسجد، کولکاتا ۱۱۷ مغربی بنگال، ہندوستان

وطن مالوف : مقام بیلا ، پوسٹ جنک دھام ضلع دھنوشا، نیپال

ابتدائی تعلیم : دار القرآن مدرسہ اخلاقیہ ، توپسیا، کو لکاتا ،مغربی بنگال

: دارالعلوم رضائے مصطفٰی، مٹیابرج، کولکاتا، مغربی بنگال

اعلیٰ تعلیم : الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ، یوپی ، ہندوستان

بیعت و ارادت : ۲۷ /مئی ۲۰۱۶، کو بدست مفسر قرآن حضور سید ظہور الحسین قادری مد ظلہ العالی۔

اجازت و خلافت: ۲۷ /مئی ۲۰۱۶ بعد بیعت حضرت نے اپنے سلسلہ کی زبانی طور پر خلافت بھی عطافرمائی۔

: ۲۷/ جون ۲۰۱۶ء کو شہزادۂ حضور محدث اعظم ہند حضور شیخ الاسلام سید محمد مدنی کچھوچھوی مد ظلہ نے سند اجازت وخلافت عطافرمائی۔

تدریسی خدمات : ۶/ ذو القعدہ ۱۴۳۴ھ تا ۴/ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ جامعۃ المدینہ فیضانِ

: ۶؍ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۹؍ نومبر ۲۰۱۳ء تا ۱۳؍ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۶ء جامعۃ المدینہ فیضان حاجی پیر، مانڈوی، گجرات۔ جس میں ۸؍ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵؍ جولائی ۲۰۱۵ء تا ۱۳؍ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۶ء پرنسپل کی حیثیت سے رہے اور اس سے قبل نائب پرنسپل کی حیثیت سے۔

: ۱۰؍ شوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵؍ جولائی ۲۰۱۶ء تا ۱۱؍ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۲؍ اکتوبر ۲۰۱۷ء جامعۃ المدینہ فیضانِ صابر پاک، کلیر شریف، اتراکھنڈ میں پرنسپل کے عہدہ پر فائز۔

: ۱۲؍ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۳؍ اکتوبر ۲۰۱۷ء تا حال جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف، یوپی میں بھی پرنسپل کے منصب پر۔

تحریری خدمات: (تصنیفات)

(۱) فرزندان اشرفیہ اور میدان مناظرہ (مطبوعہ)

(۲) حیات زاہد ملت (مطبوعہ)

(۳) امام احمد رضا اور القاب نوازی (مطبوعہ)

(۴) علم تفسیر میں امام احمد رضا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی خدمات (مطبوعہ)

(۵) مختصر تذکرہ مجدد اعظم (مطبوعہ)

(۶) طہارت کے مسائل (غیر مطبوعہ)

(۷) حضور تاج الشریعہ: حیات و تصنیفی خدمات (غیر مطبوعہ)

(تراجم)

(۸) نصائحِ رفاعیہ (جو ابھی آپ کے ہاتھوں میں ہے)

ترجمہ: النظام الخاص لاہل الاختصاص از کبیر الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(۹) آداب الحسن البصری از علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی (غیر مطبوعہ)

(۱۰) تنبیہ الغافل الوسنان علی أھل أحکام ھلال رمضان از علامہ ابن

(۱۱) رفع الأشباہ عن عبارۃ الأشباہ از علامہ ابن عابدین شامی (غیر مطبوعہ)

(۱۲) تنزیہ الأنبیاء عن تسفیۃ الاغبیاء از علامہ جلال الدین سیوطی شافعی (غیر مطبوعہ)

(۱۳) ترجمہ و حاشیہ، شرح الأربعین از امام نووی (زیر قلم)

صحافتی خدمات: اکتوبر ۲۰۱۷ء میں سہ ماہی سنی پیغام، نیپال سے بحیثیت مدیر اعلیٰ صحافتی خدمات کا آغاز جو ہنوز جاری ہے۔ اس سہ ماہی کے تحت عام شماروں کے ساتھ "نیپال مسلم مسائل نمبر" اور "فروغ رضویات اور علمائے نیپال نمبر" نیپال کی تاریخ میں دستاویزی حیثیت رکھتے ہیں۔

# فخر ملت فاونڈیشن نیپال کی مطبوعات




**Published by**

**Fakhre Millat Foundation, Nepal**